عامل کامل
انوار علیگی

ان کی ہنسوں کی جوڑی مشہور تھی۔

وہ کہیں بھی جاتے کہیں سے گزرتے جو بھی انہیں دیکھتا زیرلب مسکراتا ضرور تھا۔ وہ تھے ہی ایسے ان میں ایک کا نام کامل تھا تو دوسرے کا عامل۔ ان دونوں کا نام بھی ہم قافیہ تھا نام ہی ان کا ہم قافیہ۔ نہیں تھا بلکہ کام بھی ہم قافیہ تھا وہ دونوں ایک ہی کام کرتے تھے۔

جو لوگ انہیں قریب سے نہیں جانتے تھے وہ انہیں جڑواں بھائی سمجھتے تھے لیکن وہ جڑاوں بھائی نہیں تھے ان کے درمیان خون کا کوئی رشتہ نہ تھا وہ آپس میں رشتے دار بھی نہ تھے وہ دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے۔

ایک کا پورا نام کامل صدیق اور دوسرے کا عامل قریشی تھا کامل اور عامل کی عمروں میں چار پانچ سال کا فرق تھا کامل بڑا تھا اور عامل چھوٹا لیکن تیزی طراری میں عامل بڑا تھا۔

وہ دونوں ایک سے کپڑے پہنتے تھے نہ صرف کپڑے یکساں ہوتے بلکہ جوتے بھی ایک ڈیزائن ایک رنگ کے ہوتے ان کے ہاتھوں پر بندھی گھڑیاں اور انگلیوں میں پہنی ہوئی انگوٹھیاں بھی ایک طرح کی ہوتیں۔

ہاں ان کے گھر الگ الگ تھے حالانکہ انہیں بھی ایک ہونا چاہیے تھا ان کی بیویاں الگ الگ تھیں کچھ شریر لوگوں کے خیال میں انہیں بھی ایک.........

ویسے دونوں کی بیویوں میں ایک قدر مشترک تھی وہ دونوں آپس میں سگی بہنیں تو نہ تھیں ان دونوں کے درمیان سگی بہنوں جیسی محبت تھی ان دونوں میں قدر مشترک یہ تھی کہ دونوں کالج میں ہم جماعت رہی تھیں شادی کے بعد جب دونوں کو معلوم ہوا ان کے شوہر آپس میں ایک دوسرے کے جگری یار ہیں تو ان کی پچھلی محبت مزید مضبوط ہو گئی وہ

دوست تو تھیں ہی اب ایک دوسرے کی سگی بہنوں جیسی بن گئیں
انہوں نے اپنے شوہروں کی دوستی میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش نہ کی
بلکہ دوستی کے ان رشتوں کو تقویت پہنچائی۔
ان دونوں کے گھر الگ الگ ضرور تھے لیکن ان کے پاس ایک گھر ایسا
بھی تھا جو دونوں کا مشترکہ تھا اور اس گھر کا ان کی بیویوں کو علم نہ تھا وہ
دونوں گلشن کے علاقے میں رہائش پذیر تھے ان کے گھروں کے
درمیان ایک دو کلومیٹر کا فاصلہ ہو گا لیکن ان کا خفیہ گھر کلفٹن کے
علاقے میں تھا ایک لگژری فلیٹ، خوبصورت اور سجا سجایا۔ دونوں کے
پاس اس فلیٹ کی الگ الگ چابیاں تھیں کبھی وہ الگ الگ آتے کبھی
ساتھ ساتھ اپنے فرصت کے لمحات یہاں گزارنے آتے تھے۔
لباس کا مسئلہ وہ رات کو گھر جاتے ہوئے طے کر لیا کرتے تھے۔
وہ دونوں زیادہ تر سفاری سوٹ پہنتے تھے دونوں کے پاس بے شمار

سوٹ تھے ان لوگوں نے ان سوٹوں کے عجیب عجیب نام رکھے ہوئے

تھے۔

یار وہ طارق روڈ والا سوٹ پہن لیں اچھا وہ مس نازیہ والا سوٹ کیسا

رہے گا یار وہ شوکت کے ولیمے والا سوٹ کیوں نہ پہن لیں۔

رات کو جاتے ہوئے سوٹ کا انتخاب ہو جاتا تو ٹھیک ورنہ وہ ایک

دوسرے کے گھر سے ٹیلی فون کر لیا کرتے۔

یار امینہ پتا کرنا، وہ کمینہ آج کیا پہن رہا ہے؟ عامل اپنی بیوی سے کہتا۔

زرینہ ذرا معلوم کرو اس جانگلوس نے آج کیا پہننا ہے؟ کامل اپنی

بیوی سے کہتا۔

پھر دونوں کی بیویاں ایک دوسرے کو ٹیلی فون کرتیں۔

آج کیا پہنا رہی ہو اپنے میاں کو؟ امینہ پوچھتی۔

جو تم کہو۔ زرینہ بڑی محبت سے جواب دیتی۔

وہ گرے سوٹ ٹھیک رہے گا۔

اری کون سا گرے؟ گرے رنگ کے تو کئی سوٹ ہیں۔

وہ جس کا کپڑا نیویارک والا دوست لایا تھا۔

چلو ٹھیک ہے۔

کبھی ایسا ہوتا کہ دفتر جانے سے پہلے تیار ہو کر کوئی بھی ایک دوسرے کے گھر پہنچ جاتا اور وہ اسے دیکھ کر ویسا ہی لباس زیب تن کر لیتا۔

وہ دونوں لباس کے مسئلے پر کبھی بحث نہیں کرتے تھے نہ ہی ایک دوسرے پر اپنی مرضی ٹھونسنے کی کوشش کرتے تھے جو ایک کہہ دیتا اسے دوسرا فوراً مان لیتا تھا شاید یہی وجہ تھی کہ ان کی دوستی اتنے عرصے سے بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہی تھی۔

ان دونوں کی دوستی کا آغاز مشہور اداکار سلطان شامی کے ذریعے ہوا تھا کافی پرانی بات ہے سلطان شامی ان دنوں گاڑی خریدنے کے

لئے کراچی آیا تھا عامل اس کے ساتھ لاہور سے آیا تھا کامل اس

زمانے میں کراچی کے ایک مشہور گاڑیوں کے شوروم میں بطور سیلز مین

ملازم تھا سلطان شامی کے مختلف شوروموں کا چکر لگاتا رہوا کامل کے

شوروم میں پہنچا عامل اس کے ساتھ تھا۔

کامل نے شامی کو گاڑیاں دکھائیں لیکن اسے کوئی پسند نہ آئی کسی

کا رنگ پسند نہ تھا کسی کا ماڈل کسی کی قیمت کامل نے محسوس کیا کہ

سلطان شامی کو گاڑیوں کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں لیکن

اس کے ساتھ آنے والا ''چمچہ'' ہر گاڑی میں کوئی نہ کوئی مین میخ نکال کر

اس کی رائے خراب کر رہا ہے کامل کو اس پر بہت غصہ آیا وہ خواہ مخواہ

بڑھ بڑھ کر بول رہا تھا اور اس کا سودا خراب کر رہا تھا پہلے کامل، عامل

کو شامی کا دوست سمجھتا تھا لیکن باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ وہ شامی

کا دوست نہیں بلکہ چمچہ ہے اور اس کی برادری کا آدمی ہے یوں تو عامل

نے رعب ڈالنے کے لئے لاہور میں اپنا شوروم بتایا تھا لیکن کامل نے
اندازہ لگالیا تھا کہ وہ محض ایک سیلز مین ہے اس نے سوچا پہلے اس کا
کچھ کرنا چاہیے یہ جب تک راستے سے نہیں ہٹے گا کام نہیں بنے گا۔
ادھر شیشے کی دیوار کے پیچھے بیٹھا۔ شوروم کا مالک سیٹھ حسن بھائی بڑے
غور سے کامل کو دیکھ رہا تھا اس نے اندازہ لگالیا تھا کہ کامل کو سودا
پٹانے میں دقت پیش آ رہی تھی کیونکہ کامل کو اس نے شوروم میں کھڑی
ہر گاڑی کے پاس جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

سیٹھ حسن بھائی جانتا تھا کہ کامل کتنا پختہ سیلز مین ہے ایک بار کسٹمر اس
کے جال میں پھنس جائے تو پھر اس کا نکلنا مشکل ہوتا ہے سیٹھ حسن
بھائی کو دوسرے کارڈیلروں کے ذریعے معلوم ہو چکا تھا کہ سلطان
شامی شہر کے تمام بڑے شوروموں کا چکر لگا چکا ہے لیکن ابھی تک اسے
کوئی گاڑی پسند نہیں آئی اس کی شدید خواہش تھی کہ اس کے شوروم

سے سلطان شامی خالی ہاتھ نہ جائے وہ کامل کو کامیاب دیکھنا چاہتا

تھا۔

سیٹھ حسن بھائی نے اسے اشارے سے بلایا۔

کامل نے سیٹھ کا اشارہ پا کر شوروم کے ایک اور سیلز مین منیر کو اپنے

پاس بلایا جب وہ قریب آ گیا تو اس نے اس سے کہا میں سیٹھ کی بات

سنتا ہوں تم ذرا پارٹی اٹینڈ کرو

اچھا ٹھیک ہے منیر نے کہا اور سلطان شامی کے نزدیک آ گیا۔

کامل سیٹھ کے کیبن میں داخل ہوا تو وہ مسکرا کر بولا۔ کامل کیا گھپلا ہے

گھپلا تو کوئی نہیں سیٹھ۔ کامل نے دھیمے لہجے میں کہا۔

میں چاہتا ہوں کہ یہ ایکٹر یہاں سے گاڑی لیے بنا نہ جائے یہ تین دن

سے شہر کے شوروموں کے چکر کاٹ رہا ہے اسے کوئی گاڑی دینے والا

نہیں سیٹھ حسن بھائی نے اسے چیلنج کیا۔

میرے لیے بھی یہ شخص چیلنج بن گیا ہے میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسے گاڑی لیے بنا یہاں سے نہ جانے دوں کامل نے اپنے ہاتھ ملتے ہوئے کہا لیکن اس چمچے نے معاملہ خراب کر رکھا ہے جب تک یہ اس کے ساتھ رہے گا سلطان شامی گاڑی نہ لے پائے گا۔

پھر کیا کرنا ہے بولو؟ سیٹھ حسن بھائی نے میز پر مکا مارا۔

اسے کسی طرح سلطان شامی سے الگ کرنا ہے کامل نے تجویز پیش کی۔

لیکن وہ لاہور سے اسکے ساتھ چپکا ہوا آیا ہے وہ کیسے الگ ہو گا وہ سوچ میں پڑ گیا۔

ہو گا، ضرور ہو گا، اس نے یقین سے کہا۔

آ کھر کیسے۔؟ سیٹھ حسن بھائی نے پوچھا۔

وہ آپ کا پرائیویٹ کیبن آخر کب کام آئے گا کامل نے مسکرا کر کہا۔

ارے گڈ آئیڈیا کامل میں تیرے کو مان گیا جا جرا جا کے اسے میرے پاس تو بھیج میں اسے کھوبصورت جہنم کی سیر کراتا ہوں سیٹھ حسن بھائی نے خوش ہو کر کہا۔

شوروم کی گاڑی تو اسے پسند نہیں آئی ایک گاڑی ہے میری نظر میں بینک کا بندہ ہے اس کے پاس بس آنے جانے میں زیادہ سے زیادہ تیس منٹ لگیں گے آپ اس بچے کو اندر بلائیں میں شامی کو لے کر باہر نکلتا ہوں۔

بالکل ٹھیک ہے تو جا کر بھیج اسے۔

کامل کیبن سے نکل کر اس کے دروازے پر ہی کھڑا ہو گیا اس نے اشارے سے عامل کو بلایا جب وہ نزدیک آیا تو بولا۔ آپ کو سیٹھ صاحب بلا رہے ہیں۔

مجھے! وہ ذرا حیرانی سے بولا۔

ہاں جی آپ کو۔ کامل نے اس کی حیرت دور کرتے ہوے کہا۔
اس کے اندر جانے کے بعد کامل تیزی سے سلطان شامی کے پاس آیا
اور بولا ہاں جی کوئی بات بنی۔
او نہیں، بادشاہو ہالے کوئی گل بات نئیں بنی، سلطان شامی بولا۔
تے فیر تسی ساڈے نال آؤ۔ کامل نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ آپ کو ایک
ایسی گاڑی دکھاتا ہوں کہ دیکھیں گے تو بس دیکھتے رہ جائیں گے۔
چلو پھر چلو۔ سلطان شامی نے فوراً اس کے ساتھ دو چار قدم بڑھائے
پھر کچھ خیال آیا وہ رک گیا ساڈا بندہ کتھے ای اونوں وی نال لینا اے۔
کامل نے سامنے کیبن میں نظر ماری وہ خالی پڑا تھا سیٹھ حسن بھائی
اسے اپنے پرائیویٹ کیبن میں لے جا چکا تھا۔
شامی صاحب، وہ میرے خیال میں ٹوائلٹ گیا ہے جتنی دیر میں وہ
آئے گا اتنی دیر میں، ہم گاڑی دیکھ کر آجائیں گے یہ نزدیک ہی تو ہے

آئیں جلدی آئیں کہیں وہ بندر نکل نہ جائیں کامل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

سلطان شامی تذبذب میں تھا کہ کیا کرے، لیکن کامل نے اسے سوچنے کا موقع بالکل نہ دیا وہ اسے اغوا کرنے والے انداز میں شوروم سے نکال لے گیا۔

عامل کو نہیں معلوم تھا کہ سلطان شامی کو کامل نے اڑا لیا ہے وہ اس وقت سیٹھ حسن بھائی کی مزے دار گفتگو میں محو تھا سیٹھ حسن بھائی کراچی کے بارے میں اسے بتا رہا تھا عامل کیوں کہ پہلی بار کراچی آیا تھا اس لئے وہ بڑی دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

اچھا یہ باتیں تو چلتی رہیں گی یہ بولو کچھ پیو گے سیٹھ حسن بھائی نے اسے چمکتی آنکھوں سے دیکھا۔

سیٹھ صاحب پیئیں گے نہیں تو جئیں گے کیسے۔ عامل نے ہنس کر کہا

پھر میز پر پڑا ہوا شام کا اخبار اٹھالیا جس میں کئی نائٹ کلبوں کے اشتہار تھے اور غیر ملکی رقاصاؤں کی نیم عریاں تصاویر چھپی ہوئی تھیں۔

سیٹھ صاحب! آپ کا شہر بڑا زبردست ہے عامل کی نظر ایک اشتہار پر تھی۔

اس میں کیا شک ہے پھر آج رات کے لئے میں کسی نائٹ کلب میں ٹیبل بک کرالوں؟ سیٹھ حسن بھائی نے اسے چکر دیا۔

ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہو عامل کی نظریں ابھی تک اشتہار پر گڑی ہوئی تھیں۔

عامل جیسا چاہتا تھا ویسا تو نہیں ہو سکا البتہ جیسا کامل چاہتا تھا ویسا ہو گیا کامل کو صرف آدھا گھنٹہ درکار تھا وہ اسے مل گیا سیٹھ حسن بھائی ایک چھٹا ہوا آدمی تھا اس نے عامل کو آدھے گھنٹے تک محض اپنی باتوں میں الجھائے رکھا کچھ پلایا نہ کھلایا نہ دکھایا۔ اپنی رنگین گفتگو کے جال

میں اسے پھنسائے رکھا۔

جب اسے معلوم ہوا کہ کامل شوروم میں واپس آ گیا ہے تو وہ ایک سیکنڈ ضائع کیے بنا کھڑا ہو گیا۔

آؤ جرا باہر چلیں۔ وہ بولا۔ اچھا جی۔

عامل نے بڑے مرے ہوئے لہجے میں کہا وہ سیٹھ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ وہ پینا پلانا کہاں ہے اور رات کو کس نائٹ کلب میں پہنچنا ہے اور کب؟

جب وہ پرائیویٹ کیبن سے نکل کر شیشے لگے کیبن میں آئے تو عامل نے سلطان شامی کو ایک نئی گاڑی جو اس شوروم میں نہ تھی کے گرد چکر لگاتے دیکھا اس کے چہرے سے خوشی پھوٹ رہی تھی سلطان شامی کے چہرے کی خوشی دیکھ کر عامل کا چہرہ بجھ گیا سیٹھ حسن بھائی نے اس کے ساتھ کیا کم کیا تھا کہ اب کامل نے بھی ہاتھ دکھا دیا تھا۔

اوئے توں کتھے مر گیا سی۔ عامل کیبن سے باہر آیا تو سلطان شامی نے کہا اوئے وچ میں کیڈی شاندار گڈی لایا آں۔

کامل کا منصوبہ کامیاب ہو گیا تھا اس نے نہ صرف سلطان شامی کو گاڑی پسند کرادی تھی بلکہ اس کا سودا بھی ہاتھوں ہاتھ کرادیا تھا شامی کے پاس نقد رقم موجود تھی اس سودے میں اس نے ''ٹاپ مارا تھا'' وہ الگ۔

سلطان شامی خوش خوش گاڑی لے کر لاہور چلا گیا لیکن عامل اس کے ساتھ نہ گیا کراچی کی رنگینیوں نے جیسے اس کے پاؤں جکڑ لیے۔

دو تین دن کے بعد جب عامل دوبارہ شوروم پر آیا تو کامل اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔

ارے تم گئے نہیں؟ کامل نے پوچھا۔

نہیں اب کہاں جانا؟ وہ کسی سحر زدہ لہجے میں بولا۔

کیوں بھئی تم تو سلطان شامی کے ساتھ آئے تھے اسے گاڑی دلانے اسی کے ساتھ تمہیں واپس جانا تھا، کامل نے اسے یاد دلایا۔

ہاں وہ چلا گیا میں نے اسے ٹرین کے ذریعے بھیج دیا ہے اور خود اس کے ساتھ جانے سے معذرت کر لی عامل نے وضاحت کی۔

آخر ایسا کیا ہوا؟ کامل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سوال کیا۔

میں اس شہر کے سحر میں آ گیا ہوں یہاں کی تو دنیا ہی نرالی ہے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اب یہیں رہوں گا اس نے جواب دیا۔

لیکن لاہور میں تو تمہارا اپنا شوروم تھا تمہیں نے تو بتایا تھا کامل نے اسے چھیڑا۔

لاہور میں میرا کچھ نہیں ہے صحیح بات تو یہ ہے کہ میرا کہیں کچھ نہیں ہے میں بالکل اکیلا ہوں تنہا ہوں اس نے یہ بات اس قدر مایوسی سے کہی کہ کامل کے دل میں فوراً رحم آ گیا کامل کی اس سے کوئی دشمنی نہ تھی

بلکہ وہ پہلی نظر میں اسے اچھا لگا تھا لیکن جب اس نے ٹانگ اڑانے کی کوشش کی تو وہ اسے برا لگا تھا۔

اب تو کوئی مسئلہ ہی نہ رہا تھا سلطان شامی کو وہ گاڑی فروخت کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا اور عامل سے اس کی کوئی پشتینی دشمنی نہ تھی۔

کامل نے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کر لیا اور بولا۔ اس قدر مایوسی کی بات ایک سیلز مین ہو کر اس قدر مایوسانہ لہجہ وہ تم نے سنا نہیں جس کا کوئی نہیں ہوتا اس کا خدا ہوتا ہے۔

نہیں کامل صاحب یہ بات غلط ہے تنہا آدمی کا کوئی نہیں ہوتا۔ خدا بھی انہی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ سب ہوں۔

ارے تم مایوسی کی انتہا کر پہنچے ہو خدا سے بھی تمہارا ایمان اٹھ گیا۔

آپ نے میری طرح زندگی نہیں گزاری اس لئے یہ بات کہہ رہے ہیں آپ نے میری طرح زندگی گزاری ہوتی تو میرے کہے پر ایمان

لے آتے۔

اس دنیا میں مشکلات سے ہر آدمی گزرتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ........

اچھا میں یہاں آپ کی تقریر سننے کے لئے نہیں آیا۔

پھر کیسے آنا ہوا۔؟

مجھے اس شوروم پر ملازمت مل جائے گی عامل نے براہ راست سوال کیا۔

کامل نے براہ راست جواب دینے کے بجائے سیٹھ کے کیبن کی طرف دیکھا وہ اس وقت فارغ بیٹھا تھا کامل نے عامل کا ہاتھ پکڑا اور بولا آؤ میرے ساتھ۔

سیٹھ حسن بھائی کامل کے ساتھ عامل کو کیبن میں آتے دیکھ کر چونک اٹھا اس نے فوراً ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا اور ایک نمبر ڈائل کرنے لگا

جب وہ دونوں نزدیک پہنچ گئے تو سیٹھ نے آنکھ کے اشارے سے انہیں بیٹھنے کو کہا۔

بیٹھو۔ کامل نے عامل کو ایک کرسی پیش کی۔

سیٹھ حسن بھائی نمبر ڈائل کرتے ہوئے کامل کو مسلسل گھور رہا تھا وہ اندازہ کرنا چاہ رہا تھا کہ معاملہ کیا ہے کامل نے اس کی نظروں کے سوال کو سمجھ کر بڑے اطمینان سے کہا آپ فون سے فارغ ہو جائیں تو میں بتاتا ہوں۔

سیٹھ حسن بھائی تو فارغ ہی تھا وہ تو یونہی نمبر گھما رہا تھا اپنی اہمیت جتانے کے لئے اس نے رسیور فوراً کریڈل پر رکھ دیا سالا پھون ملنا بھی ایک مصیبت ہے اور عامل صاحب آپ کیسے ہو ٹھیک تو ہو؟

میں ٹھیک ہوں جی عامل نے مسکرانے کی کوشش کی۔

سیٹھ عامل صاحب اب اسی شہر میں رہنا چاہتے ہیں کامل بولا۔

جرور، جرور، رہو بھائی سوق سے رہو یہ تو بڑا اگریب پرور ہے۔

یہ اپنے شوروم پر ملازمت چاہتے ہیں؟ کامل نے اصل موضوع کو چھیڑا۔

ہیں۔ یہ کہہ کر سیٹھ حسن بھائی نے پھر فون اٹھالیا اور ایک نمبر ڈائل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا پھر اس نے کچھ سوچ کر نمبر ڈائل کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور رسیور کریڈل پر ڈال کر اس نے کامل کو گھورا اور پھر سیدھے ہاتھ کو میز پر پھیلا کر انگوٹھا ہلایا۔

وہ ایک خفیہ اشارہ تھا جو اکثر گاڑیوں کی ڈیل کرتے ہوئے کام آتا تھا کامل سیٹھ حسن بھائی کا سب سے پسندیدہ سیلز مین تھا وہ اس کی بات ٹالنے کی پوزیشن میں نہ تھے پھر بھی وہ ہاں کرنے سے پہلے اس کا عندیہ جان لینا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے اشارہ کیا تھا جواب میں کامل نے بھی میز پر ہاتھ رکھا اور انگوٹھا ہلایا۔

سیٹھ حسن بھائی نے انگوٹھا مخصوص انداز میں ہلا کر پوچھا تھا تم کیا کہتے ہو؟

کامل نے اس کا سوال سمجھ کر مخصوص انداز میں انگوٹھا ہلایا جس کا مطلب تھا میری طرف سے او کے ہے۔

اچھا۔ سیٹھ حسن بھائی نے کامل کی طرف سے او کے ہو جانے پر زیر لب کہا اور پھر عامل سے مخاطب ہوا اس شہر میں آپ کسی کو جانتے ہیں نہیں سیٹھ صاحب۔

پھر تمہاری جمانت کون دے گا؟ سیٹھ حسن بھائی نے یہ کہہ کر ایک مرتبہ پھر ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر رک گیا۔ بات یہ ہے کہ یہ سو روم اس وقت کراچی کا سب سے بڑا سو روم ہے یہاں ایک سے ایک اعلیٰ گاڑی موجود ہے اور ان کی چابیاں کی بورڈ پر لٹکی رہتی ہیں..........

حسن بھائی ڈائل گھمانے لگا۔

پھر کامل کو ایک کام اور کرنا پڑا عامل کے پاس رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی پہلے وہ سلطان شامی کے ساتھ ایک اچھے ہوٹل میں ٹھہرا تھا اس کے جانے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے ہوٹل میں منتقل ہو گیا اور اس چھوٹے سے ہوٹل میں اپنا مختصر سا سامان جو صرف ایک سوٹ کیس پر مشتمل تھا رکھ کر وہ سیدھا کامل کے پاس پہنچا تھا۔

سلطان شامی کے ساتھ عامل نے کراچی کے بڑے بڑے شوروموں کی خاک چھانی تھی وہ کہیں اور بھی ملازمت کے لئے جا سکتا تھا لیکن اس نے کہیں اور جانے کے بجائے کامل کے پاس آنا پسند کیا تھا اسے کامل بھلا آدمی لگا تھا اسے پوری توقع تھی کہ وہ اس کی ضرور مدد کرے گا اور ہوا بھی یہی جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے سیٹھ سے ملا دیا نہ صرف اسے ملا دیا بلکہ ملازمت

حسن بھائی ڈائل گھمانے لگا۔

پھر کامل کو ایک کام اور کرنا پڑا عامل کے پاس رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی پہلے وہ سلطان شامی کے ساتھ ایک اچھے ہوٹل میں ٹھہرا تھا اس کے جانے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے ہوٹل میں منتقل ہو گیا اور اس چھوٹے سے ہوٹل میں اپنا مختصر سا سامان جو صرف ایک سوٹ کیس پر مشتمل تھا رکھ کر وہ سیدھا کامل کے پاس پہنچا تھا۔

سلطان شامی کے ساتھ عامل نے کراچی کے بڑے بڑے شوروموں کی خاک چھانی تھی وہ کہیں اور بھی ملازمت کے لئے جا سکتا تھا لیکن اس نے کہیں اور جانے کے بجائے کامل کے پاس آنا پسند کیا تھا اسے کامل بھلا آدمی لگا تھا اسے پوری توقع تھی کہ وہ اس کی ضرور مدد کرے گا اور ہوا بھی یہی جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے سیٹھ سے ملا دیا نہ صرف اسے ملا دیا بلکہ ملازمت

بھی دلوا دی بلکہ اس سے کہا کہ وہ اپنا سامان ہوٹل سے لے آئے کامل کے پاس ان دنوں دو کمرے کا ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا جس میں وہ اکیلا رہائش پذیر تھا۔

عامل بڑا خوش تھا وہ خود کو بڑا خوش قسمت گردان رہا تھا کہ ایک دن میں اس کے دونوں مسئلے حل ہو گئے تھے لیکن اس کی خوش قسمتی مسکرا رہی تھی آج جو بو یا جا رہا تھا کل اسے کاٹنا بھی تھا اور یہ بات عامل کو معلوم تھی نہ کامل کو۔ قسمت کے چکر ہی کچھ اس طرح کے ہوتے ہیں کہ ان سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔

کامل کو گھر کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہ تھی وہ اس فلیٹ کو بس رات کا سہارا سمجھ کر استعمال کرتا تھا کھانا پینا سب باہر تھا مہینوں فلیٹ میں صفائی نہ ہوتی جب بہت مٹی دھول جم جاتی تو مجبوراً جھاڑو ہاتھ میں پکڑ کر الٹے سیدھے ہاتھ مارتا ایسے کاموں سے اسے بہت الجھن

ہوتی تھی عامل نے اس فلیٹ میں آ کر اس کی کایا ہی پلٹ دی تھی وہ ایک نہایت سگھڑ مرد ثابت ہوا اس نے اس گھر کو صفائی کر کے نہ صرف چمکا دیا بلکہ اس گھر کا باورچی خانہ جو کباڑ خانہ بنا ہوا تھا اس مہکا دیا اس باورچی خانے سے طرح طرح کی خوشبوئیں آنے لگیں عامل ان مردوں میں سے تھا جن کو گھر داری کا شوق ہوتا ہے وہ بہت اچھا کھانا بناتا تھا اس کا کھانا کھا کر کامل بہت خوش ہوتا وہ باہر کا کھانا کھا کھا کر اوب گیا تھا اب صبح ہی صبح ناشتے میں گرما گرم چائے ملتی خوب سکے ہوئے کرارے پراٹھے ملتے صاف ستھری میز پر ناشتا لگتا تو کامل اسے بڑی پیار بھری نظروں سے دیکھتا اور مکالمہ بولتا۔

جان تو نے میری زندگی میں آ کر مجھ پر بڑا احسان کیا تو نے اس گھر کو گلشن بنا دیا ہے تیرے قدموں نے اس گھر کو کھانوں کی خوشبوؤں سے مہکا دیا ہے.........

میری زندگی میں بہار آگئی ہے ہر طرف رنگ بکھرے گئے ہیں اب

میں تم سے بچھڑنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا اس سے پہلے کہ یہ ظالم سماج

ہم دونوں کو الگ کردے آؤ ہم شادی کرلیں..........کامل صاحب

اب آنکھیں کھولیں ایسے ڈائیلاگ عامل نے بہت سن رکھ ہیں عامل

کہتا۔

یار عامل کاش تو عورت ہوتا۔اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنا جاری

رکھتا۔

پھر کیا ہوتا۔؟عامل مسکرا کر کہتا۔

میں تجھ سے شادی کرلیتا۔

لیکن میں اس کے لئے راضی نہ ہوتا بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ہوتی۔

ایسے کاہل آدمی سے شادی کرکے کیا میں اپنی قسمت پھوڑتا جس سے

اٹھ کر پانی بھی نہیں پیا جاتا عامل زنانہ آواز میں بولتا۔

یہ سن کر وہ دونوں قہقہہ لگاتے۔

یہ بات بالکل صحیح تھی کہ کامل بہت کامل واقع ہوا تھا لیکن جتنا گھریلو معاملات میں کاہل تھا اتنا ہی اپنے کام میں مستعد تھا وہ پارٹی پر شاہین بن کر جھپٹتا تھا اور جب تک اس پارٹی سے اپنا حصہ جو کمیشن کی صورت میں ہوتا وصول نہ کرلیتا کبھی نہ واپس آتا۔

اب دو شاہین اکٹھے ہو گئے تھے عامل اس سے بھی ایک ہاتھ آگے جا رہا تھا وہ خاصا تیز طرار آدمی تھا وہ مزاجاً بہت شوخ بات بات پر قہقہہ لگانے والا جب کہ کامل سنجیدہ طبع تھا وہ دونوں مل کر ایک ہو جاتے تھے وہ ایک دوسرے کے بغیر جیسے نامکمل تھے عامل اگر لڑکی ہوتا تو یہ دنیا کا ایک خوش نصیب جوڑا ہوتا۔

ان کی دوستی دن بدن مضبوط ہوتی جا رہی تھی گہری ہوتی جا رہی تھی ادھر سیٹھ حسن بھائی بھی بہت خوش تھا اب اس نے عامل کی تنخواہ مقرر

کر دی تھی کیونکہ اس کا کمیشن کامل کی تنخواہ سے بھی زیادہ بن رہا تھا وہ

دونوں کو چیتوں کی جوڑی کہنے لگا تھا وہ دونوں شکار پر اس طرح جھپٹتے

تھے کہ اسے قابو کیے بنا نہ پلٹتے سیٹھ حسن بھائی خود کو بڑا ماہر سیلز مین

سمجھتا تھا اور وہ تھا بھی وہ اپنی گفتگو کے جال میں بندے کو ایسا پھنساتا

کہ وہ گاڑی لیے بنا شوروم سے نہ نکلتا لیکن اب یہ ہونے لگا تھا جو کھیر

اس سے سیدھی نہ ہوتی ایسی ٹیڑھی کھیر وہ ان کے حوالے کر دیتا کامل

اور عامل اس ٹیڑھی کھیر کو اس طرح سیدھا کرتے کہ سیٹھ حسن بھائی

دانتوں میں انگلیاں دبا کر رہ جاتا۔

ایک دن ناشتا کرتے ہوئے عامل نے کہا کامل ایک بات تو بتا۔

ہاں پوچھو۔ کامل بولا۔

یہ ہم اتنے پیسے سیٹھ کو کما کر دیتے ہیں آخر کیوں؟

وہ ہمیں تنخواہ بھی تو دیتا ہے۔

تنخواہ تو ہماری کمائی کی آدھی بھی نہیں دیتا۔

ہاں یہ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔

اگر یہ بات میری ٹھیک ہے تو ہم اپنی توانائی سیٹھ حسن بھائی کے لئے کیوں ضائع کرر ہے ہیں؟ عامل نے ایک نئی راہ دکھائی۔

پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری کمائی ہماری جیب میں آئے کماتے ہم ہیں کھاتا وہ ہے۔

لیکن یہ بھی تو سوچو کہ شوروم بھی تو اس کا ہے۔

ہاں میں بہت دنوں سے یہی سوچ رہا ہوں شوروم اس کا ہے ہمارا کیوں نہیں ہے عامل کی آنکھوں میں خواب لہرا رہے تھے اور نزدیک ہی ان کی تعبیر بھی تھی وہ چمکتی ہوئی آنکھوں سے کامل کو دیکھتے ہوئے بولا یار کامل اب ہمیں اپنا شوروم کھولنا چاہیے بلکہ تجھے تو کھول لینا

چاہیے تھا کتنا عرصہ ہو گیا تجھے کام کرتے جب میں اپنی اور تمہاری کمائی کو سیٹھ کے پیٹ میں جاتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میرے آگ لگ جاتی ہے یار یہ آگ تیرے کیوں نہیں لگتی؟

بہت لگتی ہے لیکن شوروم کھولنے کے لئے کافی پیسہ چاہیے۔

سیٹھ فخر بھائی آخر کس دن کام آئے گا، عامل آنکھ مار کر بولا۔ وہ پیسہ لگانے کے لئے تیار ہے۔

کیا تجھ سے اس نے بات کی تھی۔؟

ہاں اس نے مجھ سے بات کی تھی بلکہ وہ بات تو تجھ سے بھی کئی مرتبہ کر چکا ہے۔

ہاں وہ مجھ سے کر تو چکا ہے لیکن تجھے معلوم نہیں کہ وہ اپنے سیٹھ کا دشمن نمبر ایک ہے وہ مجھے یہاں سے توڑنے کی فکر میں رہتا ہے۔

مجھے معلوم ہے اسی دشمنی سے تو ہمیں فائدہ اٹھانا ہے بس اب تو

درمیان میں مت بول میری بات سن تجھے سیٹھ حسن بھائی کے ساتھ
کام کرتے آٹھ سال ہو گئے لیکن اس نے تجھے دیا کیا؟ اگر تو اسے دو
مہینے کمیشن کما کر نہ دے تو تیسرے مہینے تجھے وہ نکال کر باہر مارے یہ
لکھوا لے مجھ سے تو اب یہ مروت محبت کا چکر چھوڑ سیٹھ فخر بھائی کو ہم
لوگ پکڑتے ہیں وہ پیسے لگانے کو تیار ہے اور ہم پارٹنر ہوں گے ملازم
نہیں کیا سمجھا۔

کامل کی سمجھ میں بات اچھی طرح آگئی وہ سیٹھ حسن بھائی کو چھوڑنے
کے لئے تیار ہو گیا لیکن ایک اعتراض تھا اسے سیٹھ بھائی کی سیٹھ حسن
کے ساتھ دشمنی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ جس شخص کا اس نے اتنے
عرصے نمک کھایا وہ اس کے دشمن کے ساتھ مل جائے۔

گدھے پن کی باتیں مت کرو کسی اور پارٹی کا ملنا مشکل ہے ہمیں اس
آفر سے فوری طور پر فائدہ اٹھانا چاہیے ہاتھ میں موجود پارٹی کو چھوڑ

کرنئی پارٹی کی تلاش میں میرے نزدیک اس سے بڑی حماقت کوئی نہیں عامل نے کہا.....

یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں........

میں جانتا ہوں تجھے آٹھ سال سے حسن بھائی بے وقوف بنا رہا ہے لیکن میں اب تجھے مزید بے وقوف نہیں بننے دوں گا کیا تیرا جی نہیں چاہتا کہ تیرا اپنا شوروم ہو۔؟

ہاں کیوں جی نہیں چاہتا۔

بس تو پھر خاموشی اختیار کر اور اپنی آنکھوں میں بے وفائی کا کاجل بھر لے اور دیکھتا جا کہ میں کیا کرتا ہوں عامل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

کامل کے لئے آنکھوں میں بے وفائی کا کاجل بھرنا تو مشکل تھا لیکن اس نے خاموشی اختیار کر لی اور دیکھنے لگا کہ عامل کیا کرتا ہے۔

عامل نے بہت تیزی سے کام دکھایا، سب سے پہلے اس نے سیٹھ فخر

بھائی سے معاہدے کی شرائط طے کیں سیٹھ سرمایہ لگانے کو تیار تھا لیکن منافع میں نصف کا حقدار بننا چاہتا تھا یعنی آدھا کامل اور عامل اور آدھا سیٹھ فخر بھائی کا لیکن عامل اڑ گیا وہ جانتا تھا کہ سیٹھ فخر بھائی سیٹھ حسن بھائی کو نیچا دکھانے کے لئے ابھی اور نیچے آ سکتا ہے اس لئے اس نے تجویز پیش کی کہ سرمایہ بے شک آپ کا ہوگا لیکن منافع میں تینوں برابر کے حصے دار ہوں گے

تھوڑے سے بحث مباحثے کے بعد سیٹھ فخر بھائی نے یہ تجویز مان لی اس تجویز کی وجہ سے اس کا منافع ضرور کم ہو گیا تھا لیکن نقصان کوئی نہ تھا ایک تیر سے دو شکار ہو رہے تھے۔

کاروبار پھیل رہا تھا اور سیٹھ حسن بھائی سکڑ رہا تھا۔

طارق روڈ پر ایک مناسب جگہ دیکھ کر شوروم کھول لیا گیا اسے بہت خوبصورتی سے سجایا جانے لگا ابھی شوروم پر کام جاری تھا کہ سیٹھ حسن

بھائی کو کہیں سے بھنک مل گئی دونوں نے شوروم کھولنے کی بات کو
بالکل راز رکھا تھا اور انہوں نے سوچا تھا کہ شوروم کا افتتاح کے دن ہی
سیٹھ حسن بھائی سے بات کریں گے لیکن ایسی باتیں بھلا کہاں چھپا
کرتی ہیں وہ بھی اس وقت جب دشمن ایک دوسرے کی گھات میں
ہوں۔

یہ بات سیٹھ فخر بھائی نے ہی سیٹھ حسن بھائی تک پہنچائی تھی پہلے تو
اسے یقین نہ آیا لیکن جب اس نے اپنے ذرائع سے تحقیق کی تو یہ
بات ثابت ہوگئی کہ واقعی طارق روڈ پر ایک شوروم کھل چکا ہے اور
عنقریب افتتاح ہونے والا ہے کامل، عامل اس میں شراکت دار ہیں
یہ جان کر سیٹھ حسن بھائی کو بہت غصہ آیا اور اس سے پہلے کہ وہ دن آتا
کہ کامل عامل اس سے جانے کی اجازت چاہتے وہ دن وہ خود ہی لے
آیا۔

صبح آتے ہی اس نے دونوں کو بلا بھیجا وہ شیشے کے کیبن کے بجائے اپنی ذاتی کیبن میں تھا میز پر تین گلاس رکھے ہوئے تھے اور سیٹھ حسن بھائی کے ہاتھ میں بوتل تھی اس نے ان دونوں کو اندر آتے دیکھا تو چہرے پر غم کے سائے لہرانے لگے دکھ کے آثار اور نمایاں ہو گئے اس نے بڑے مغموم لہجے میں کہا آؤ بیٹھو۔

صورت حال دیکھ کر دونوں کو سمجھ میں فوراً آ گیا کہ حسن بھائی کو ان کے شوروم کی خبر مل گئی ہے اور اس خبر نے اس پر بجلی گرا دی ہے وہ دونوں ذہنی طور پر سوال جواب کے لئے تیار ہو گئے تھے وہ اتنا مغموم تھا کہ اس نے شوروم سے متعلق کچھ نہ پوچھا۔ بس اتنا کہا۔

آج تم دونوں کی میری طرف سے دعوت ہے یہ ہماری ملاقات کا آخری دن ہے آج کے بعد سے تم دونوں کا اس شوروم سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔

یہ بات اس نے اتنے رقت آمیز لہجے میں کہی کہ کامل کی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی اس نے ابھی کچھ کہنا چاہا تھا کہ عامل نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اور خود بولا کوئی بات نہیں سیٹھ جیسی آپ کی مرضی۔

بس پر بات ختم ہوگئی وہ دونوں یہاں سے اٹھ کر اپنے شوروم پر جا بیٹھے کاروباری دنیا میں کامل کا نام نیا نہ تھا اب تو لوگ عامل سے بھی واقف ہو گئے تھے اسی لئے انہیں نئی جگہ پر کوئی دقت پیش نہ آئی سب جانے پہچانے لوگ تھے بس ٹھکانہ تبدیل ہو گیا تھا دونوں نے بہت محنت اور لگن سے کام کیا اس کے نتیجے میں کامیابیوں نے ان کے قدم چومنے شروع کر دیئے کامل اور عامل گاڑیوں کی خرید وفروخت کی دنیا میں معتبر نام گردانے جانے لگے۔

جب ان کے قدم اچھی طرح جم گئے تو انہوں نے سیٹھ فخر بھائی کے

قدم اس شوروم سے اکھاڑ پھینکے عامل تو چاہتا تھا کہ سیٹھ کا کاروبار میں لگا بنیادی سرمایہ بھی ہضم کر جائے لیکن کامل نے اصرار کر کے اس کا سرمایہ واپس کر دیا اور وہ دونوں شوروم کے مالک بن بیٹھے سیٹھ فخر بھائی نے خدا کا شکر ادا کیا کہ کم از کم اس کا سرمایہ تو واپس مل گیا پھر اتنے عرصے منافع ملتا رہا وہ الگ۔

سیٹھ فخر بھائی کسی طرح گھاٹے میں نہ تھا لیکن پھر بھی اس نے الگ ہوتے ہوئے خوب شور مچایا کراچی کے کئی شوروم کے مالکان کو درمیان میں ڈالا اور پھر تھک ہار کر بیٹھ گیا کوئی بات نہ بنی۔

کامل اور عامل نے دو کمرے کا وہ چھوٹا سا فلیٹ عرصہ ہوئے چھوڑ دیا تھا اب وہ ایک اچھے علاقے کے بڑے فلیٹ میں منتقل ہو گئے تھے گھر پر ایک ملازم رکھ لیا تھا جو کھانے پکانے کے علاوہ صفائی ستھرائی نیز چوکیداری کا کام بھی کرتا تھا وہ ایک ہمہ وقتی ملازم تھا چوبیس گھنٹے فلیٹ

پر رہتا تھا۔

ادھر شوروم پر انہوں نے دو سیلز مین رکھ لیے تھے اب وہ چھوٹی موٹی گاڑیوں کے بجائے بڑی گاڑیوں کو ڈیل کرتے تھے لمبے ہاتھ مارتے تھے ان کے تعلقات اچھے اور بڑے لوگوں سے استوار ہو گئے تھے۔

دونوں کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ کنوارے ہیں لیکن ایسا نہ تھا کامل کی بہت پہلے شادی ہو چکی تھی لیکن اس کی بیوی ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر مر گئی تھی اس کا انتقال شادی کے چھ ماہ بعد ہی ہو گیا تھا عامل نے بھی شادی کی تھی لیکن اس کی اپنی بیوی سے بن نہ سکی روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آ کر ایک دن اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔

ان شادیوں کو اتنا عرصہ گزر گیا تھا کہ وہ دونوں خود کو کنوارا ہی محسوس کرتے تھے بیگم شہناز جب ان کے شوروم میں آتیں تو گاڑی کے علاوہ ان دونوں کی شادی کی بات ضرور کرتیں وہ مشہور سوشل ورکر تھیں

ہر چھ ماہ بعد گاڑی تبدیل کرنے کے علاوہ لوگوں کے شادی بیاہ کرانے سے بھی انہیں بڑی دلچسپی تھی۔

ایک دن وہ شوروم آئیں تو یہ طے کر کے آئیں کہ آج کامل عامل میں سے کسی کو شادی کے لئے راضی کر کے رہیں گی ان کے پاس ایک اچھا رشتہ تھا لڑکی اور لڑکی کے گھر والے عامل، کامل کو دیکھ چکے تھے ان کو دونوں ہی پسند تھے۔

جب بیگم شہناز نے شادی کی بات چھیڑی تو حسب معمول دونوں نے ایک دوسرے پر ٹالا۔

پہلے تم۔ عامل ہنسا۔

پہلے تم۔ کامل مسکرایا۔

پہلے تم پہلے تم میں کہیں دونوں کے ہاتھ سے بیوی نہ نکل جائے بیگم شہناز نے قہقہہ لگا کر کہا کامل تم بڑے ہو اصولی طور پر پہلے تمہاری

شادی ہونا چاہیے۔

یہ ضروری تو نہیں ہے بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ بڑا کسی وجہ سے

شادی نہ کرنا چاہیے اور رشتہ معقول ہو تو چھوٹے کی کر دی جاتی ہے۔

اچھا یہ تو پھر لمبی بحث شروع ہو جائے گی آج میں طے کر کے آئی ہوں

تم میں سے کسی ایک کو شادی کے لئے راضی کر کے رہوں گی دیکھو لڑکی

بہت خوبصورت ہے بے وقوفی کی باتیں چھوڑ ایسا کرتے ہیں کہ ٹاس

کر لیتے ہیں۔

چلو یہ ٹھیک ہے۔ عامل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

تم کیا کہتے ہو کامل؟

مجھے آپ کی تجویز منظور ہے وہ بھی تفریح کے موڈ میں تھا۔

ایک بات میں تم دونوں کو بتا دوں میں مذاق نہیں کر رہی ہوں سنجیدہ

ہوں اگر تم لوگ اپنے وعدے پر پھرے تو پھر مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا

بیگم شہناز نے ہنس کر کہا۔

نہیں بیگم شہناز ایسا نہیں ہو گا ہم دونوں بھی بڑے سنجیدہ ہیں حالانکہ وہ سنجیدہ بالکل نہ تھے محض تفریح کے موڈ میں تھے۔

بیگم شہناز نے اپنے پاس سے آٹھ آنے کا سکہ نکالا اور دونوں سے پوچھ کر ہوا میں اچھالا۔ سکہ عامل کے حق میں گرا اس نے خوشی سے نعرہ لگایا چلو بھائی کامل اب دولہا بن جاؤ۔

ہاں اب تو شادی کے لئے راضی ہونا ہی پڑے گا بیگم شہناز نے بھی خوش ہو کر کہا۔

کامل دونوں کی باتیں سن کر ہنستا رہا یہ ہنسی کی بات اس وقت سنجیدگی اختیار کر گئی جب اس نے بیگم شہناز کی سالگرہ کے موقع پر ایک خوبصورت لڑکی کو بیگم شہناز کے ارد گرد گھومتے دیکھا کامل کی نظریں بھی بار بار اس لڑکی کی طرف اٹھ رہی تھیں اس نے عامل سے

پوچھا۔یار یہ کون ہے؟

جو بھی ہے بہت پیاری ہے عامل نے گہرا سانس لے کر کہا۔

بعد میں جب کامل نے بیگم شہناز سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا یہ وہی لڑکی ہے جس سے میں تمہاری شادی کرانا چاہتی ہوں۔

اچھا ویری گڈ۔کامل نے خوشی کا اظہار کیا بیگم شہناز تو پھر نیک کام میں دیر کس بات کی۔؟

شادی سے پہلے انہوں نے فلیٹ چھوڑ کر گلشن میں ایک بڑا سا گھر لے لیا کامل کی بیوی زرینہ جہاں خوبصورت تھی وہاں خوش اخلاق بھی تھی اس نے عامل کی موجودگی کو مسئلہ نہ بنایا عامل ویسے مسئلہ بھی نہیں وہ دونوں بہت اچھے تھے مشترکہ کاروبار تھا جب وہ دونوں کو یکساں لباس پہن کر گھر سے نکلتے دیکھتی تو اس کی آنکھوں میں رشک ہوتا اس

زمانے میں جب بھائی بھائی کا نہیں یہ دوستی بے نظیر و بے مثال تھی۔

کامل کی شادی کے بعد عامل بھی زیادہ دن کھلا نہ رہ سکا زرینہ نے اسے بھی باندھ لیا امینہ اس کی کالج میں کلاس فلیو رہی تھی بہت پرکشش لڑکی تھی ایک دن زرینہ نے امینہ اور عامل کا آمنا سامنا کرا دیا پھر عامل حسن کے جال میں سے نہ نکل سکا اس کے جانے کے بعد عامل نے زرینہ سے تڑپ کر پوچھا بھابھی یہ لڑکی کون تھی۔؟

یہ لڑکی جو بھی تھی بہر حال تمہاری بیوی ہو سکتی ہے زرینہ نے مسکرا کر کہا۔

ہاں۔ عامل نے خوش ہو کر کہا۔ بیوی ہو سکتی ہے تو پھر دیر کس بات کی پہنچایئے ہمارا پیغام۔

اس طرح کامل کی شادی کے چھ ماہ کے اندر اندر عامل کے سر پر بھی سہرا بندھ گیا کامل چاہتا تھا کہ وہ دونوں ساتھ ہی رہیں لیکن عامل نے

گلشن میں ہی تھوڑے سے فاصلے پر ایک الگ گھر لے لیا اس نے کہا
دیکھو کامل! ہم دونوں بہت اچھے دوست ہیں ایک عرصے سے ساتھ
رہ رہے ہیں ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھتے ہیں ہمارے درمیان آج
تک کسی معمولی سے مسئلے پر بھی لڑائی نہیں ہوئی زرینہ بھابھی بہت
اچھی ہیں امینہ کی دوست ہے وہ بھی ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھتی
ہیں لیکن ایک بات یاد رکھو خواتین میں حسد کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے
چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان کی نظر ہوتی ہے ہم اگر ساتھ رہے تو مجھے ڈر
ہے کہ کہیں ہماری دوستی بھی داؤ پر نہ لگ جائے لہٰذا مجھے ایک گھر لے
لینے دو۔

کامل جانتا تھا کہ عامل ٹھیک کہہ رہا ہے لہٰذا اس نے کوئی بحث نہ کی فوراً
اس کی بات مان لی ویسے ان دونوں کے درمیان اتنی ذہنی ہم آہنگی تھی
کہ وہ آج تک کسی مسئلے پر نہ الجھے تھے بہرحال عامل نے گھر سے

الگ ہو کر دوستی کو داؤ پر لگنے سے بچالیا تھا لیکن یہ اس کا خیال خام تھا۔
موٹر ڈیلنگ ان کی بہت اچھی چل رہی تھی اب انہوں نے اپنے
کاروبار کو وسعت دینے کے بارے میں سوچا کامل کے ذہن میں
ایک اچھی تجویز تھی ان دنوں کراچی میں کوئی قابل ذکر ڈرائیونگ
سکول نہ تھا اس نے اس تجویز کو عامل کے سامنے رکھا عامل نے اسے
فوراً او کے کر دیا۔ شوروم ان کا خاصا بڑا تھا انہوں نے اس موٹر ٹریننگ
انسٹی ٹیوٹ کو یہیں سے سٹارٹ کرنے کا فیصلہ کیا ان کے ذہن میں تھا
کہ اگر یہ ڈرائیونگ سکول کامیاب ہو گیا تو کراچی کے دوسرے
علاقوں میں اس کی شاخیں قائم کر دیں گے کامل نے اس ڈرائیونگ
سکول کو جدید خطوط پر چلانے کا فیصلہ کیا جہاں اس نے سکول کا دفتر
خوبصورت انداز میں ڈیکوریٹ کروایا وہیں اس نے اس سکول کی ٹی
وی اور اخبارات میں زبردست پبلسٹی کی۔

آر کے ایڈورٹائزنگ کمپنی کا مالک محمود احمد اس کا دوست تھا اس نے
اشتہاری فلم بنانے میں خصوصی توجہ دی اس اشتہاری فلم کے لئے کامل
کی خواہش کے مطابق ایک نئی لڑکی تلاش کی گئی جب فلم بن کر تیار ہو
گئی تو محمود احمد نے دونوں کو اپنے دفتر میں بلا کر وہ فلم دکھائی۔

فلم کا سکرپٹ بہت اچھا تھا فلم میں جو ماڈل استعمال کی گئی تھی وہ فلم
کے سکرپٹ سے بھی اچھی تھی فوٹو گرافر نے اسے بہت دل لگا کر عکس
بند کیا تھا کامل اور عامل کو فلم سے زیادہ وہ ماڈل گرل پسند آئی تھی
انہوں نے کئی مرتبہ اس فلم کو چلوا کر دیکھا تھا۔

جدید لباس میں ملبوس، سلوموشن میں بھاگتی ہوئی وہ ماڈل گرل بدر احمد
دونوں کے دلوں پر تتلی بن کر چپک گئی تھی۔

کامل اور عامل نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا تھا اپنی
نظروں کی معنی خیزی کو وہ خوب سمجھتے تھے دونوں نے اس ماڈل گرل

بدر احمد کے بارے میں ایک لائحہ عمل طے کیا وہ چاہتے تو محمود احمد سے اس مسئلے میں مدد لے سکتے تھے لیکن انہوں نے محمود احمد سے مدد لینا مناسب نہ سمجھا وہ دونوں اس فلم کی تعریف کر کے خاموشی سے باہر نکل آئے۔

اپنے شوروم پہنچ کر کامل نے آر کے ایڈورٹائزنگ کے دفتر فون کیا اور وہاں محمود احمد سے بات کرنے کے بجائے مینجر شجاع الدین سے بات کی۔

شجاع، مجھے بدر احمد کا فون نمبر اور پتا چاہیے اس چھوٹے سے کام کے لئے میں محمود احمد کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

سیٹھ چھوٹے کاموں کے لئے چھوٹے آدمی ہی بہتر ہوتے ہیں ہم آپ کے خادم ہیں اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ بدر احمد کے ہاں فون نہیں ہے پتا میں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔

اگر ایسا ہے تو پھر پتا بتانے کی ضرورت نہیں، کسی دن خود آجاؤ پھر اس کے گھر چلیں گے بولو کب آؤ گے؟ کامل نے عامل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

سیٹھ آپ کو اس کے گھر جانے کی بھلا کی ضرورت ہے آپ مجھے حکم دیں میں اسے آپ کے شوروم پر لے کر آجاؤں گا۔

بھئی شجاع الدین، تم تو بڑے کام کے آدمی نکلے یہاں کتنے دن سے ملازم ہو تمہاری تو اپنی ایڈورٹائزنگ فرم ہونا چاہیے سرمائے کا کوئی کام ہو تو ہمیں بتاؤ، یہ اندھیرے کا تیر نہ تھا جو اتفاقاً نشانے پر لگتا یہ اجالے کا تیر تھا اور بڑا دیکھ بھال کر چھوڑا گیا تھا یہ سیدھا شجاع الدین کے دل پر لگا اپنے کاروبار کی تڑپ اس کے دل میں عرصے سے مچل رہی تھی لیکن سرمائے کی کمی نے اسے ابھی تک ایسا نہیں کرنے دیا تھا وہ آر کے ایڈورٹائزنگ کمپنی کا روح رواں تھا سارا کاروبار اس کے دم

سے چل رہا تھا اب سیٹھ کامل نے راہ دکھائی تو اس کے دل میں ہزاروں چراغ جل اٹھے اس نے فوراً کامل سے وقت طے کیا اور بدر احمد کو لے کر شوروم جا پہنچا۔

کامل اور عامل ایک گھاگ آدمی تھے وہ سب سے بڑے ٹیڑھے آدمی کو دومنٹ میں سیدھا کرلیا کرتے تھے شجاع الدین تو ان کے آگے کوئی چیز ہی نہ تھا اسے انہوں نے اپنی ایڈورٹائزنگ کمپنی کا خواب دکھایا وہ اس خواب کے فریب میں آ گیا بدر احمد اس کے دور کے رشتے داروں میں تھی وہ ایک شریف خاندان کی لڑکی تھی شجاع الدین کے کہنے پر ہی بدر احمد کے والدین نے اسے پبلسٹی فلم میں کام کرنے کی اجازت دے دی تھی اور اب وہ اس کے کہنے پر ہی کامل عامل کے شوروم تک آ گئی تھی۔

بدر احمد کو دیکھ کر دونوں کا دل مٹھی میں آ گیا۔ وہ جتنی خوبصورت تھی فلم

نفسیاتی مریضہ

ایک ایسی عورت کی کہانی جس نے
ایک مریضہ بن کر اپنے نفسیاتی معالج
کو اپنا گواہ بنانے کی کوشش کی تاکہ
وہ قتل کے مقدمے سے بچ سکے لیکن
اس کے ساتھ کیا بیتی...............

میں تو وہ آدھی بھی نہ تھی گوری چٹی سرخ سفید تیکھے نقوش دلفریب مسکراہٹ، وہ دونوں اسے دیکھتے ہی رہ گئے اس سلسلے میں انہوں نے منصوبہ بندی کر لی تھی پہلے ایک اور پبلسٹی فلم کا چکر چلایا گیا اور اس فلم کی پروڈکشن کا کام شجاع الدین کے سپرد کر دیا گیا اور اسے منع کر دیا گیا کہ وہ محمود احمد سے اس کا تذکرہ نہ کرے شجاع الدین بھلا کیوں محمود احمد سے اس کا تذکرہ کرتا وہ بے وقوف تھوڑا ہی تھا اس نے بالا ہی بالا اس فلم کو بنانے کے انتظامات کر لیے۔

شجاالدین نے بدر احمد میں کامل عامل کی دلچسپی کو محسوس کر لیا تھا وہ کوئی بے وقوف آدمی نہ تھا بلکہ جان بوجھ کر بے وقوف بن گیا تھا اس فلم کی شوٹنگ ساحل سمندر پر کی گئی اور کامل عامل پورے دن ساحل سمندر پر رہے وہ فلم کی شوٹنگ دیکھتے رہے شوٹنگ سے زیادہ وہ بدر احمد کو دیکھتے رہے یہاں آنے اور پورا دن یہاں گزارنے کا مقصد ہی یہی تھا۔

فلم جب بن کر تیار ہوئی اور شجاع الدین نے انہیں دکھائی تو دونوں نے ایک زبان ہو کر اسے مسترد کر دیا حالانکہ فلم بہت اچھی تھی شجاع الدین کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اس لئے کہ اس پر خاصی رقم خرچ ہو چکی تھی شجاع الدین نے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی کہ پوری فلم کو یکسر مسترد کرنے کے بجائے جہاں جہاں شاٹس کمزور محسوس ہوتے ہیں انہیں دوبارہ شوٹس کر لیا جائے لیکن عامل کامل نے اس کی ایک نہ سنی۔

نہیں شجاع الدین یہ بڑی کمزور فلم ہے سینما ہالوں میں چلے گی تو لوگ کرسیاں چھوڑ کر اٹھ جائیں گے اسے دوبارہ بناؤ پیسے کی فکر نہ کرو اس پر جو خرچ ہوا اسے ہمارے کھاتے میں ڈال دو عامل نے بڑی فراخدلی سے کہا۔

جی سیٹھ ٹھیک ہے۔ شجاع الدین کو اور کیا چاہیے تھا۔

عامل کامل نے شجاع الدین کو اب تک بڑی معمولی رقم بطور ایڈوانس دی تھی شجاع الدین نے اپنے طور پر ہی رقم کا انتظام کیا تھا رقم کی طرف سے وہ مطمئن تھا جب چاہے گا لے لے گا اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کیا کھیل کھیل رہے ہیں۔

وہ کئی دن کے بعد جب کامل عامل کو فلم سکرپٹ سنانے پہنچا تو اس نے بدر احمد کو وہاں ایک خوبصورت کیبن میں بیٹھے دیکھا شجاع الدین اسے وہاں بیٹھا دیکھ کر بڑا حیران ہوا اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ بدر احمد یہاں کیا کر رہی ہے۔

عامل اور کامل بھی شوروم میں موجود تھے اس نے سوچا پہلے بدر احمد سے ملے اس سے پوچھے کہ وہ یہاں کیا کر رہی ہے؟ وہ اس کے دروازے کی طرف مڑنے لگا تو کامل نے فوراً انٹر کام اٹھایا اور انٹر کام پر بدر احمد کو ہدایت کی کہ شجاع الدین کو پہلے اس طرف بھیج دے۔

شجاع الدین نے جب بدر احمد کا کیبن کا دروازہ کھولا اور ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا بدر تم......... کہ بدر احمد نے اسے ٹوک دیا وہ مسکرا کر بولی آپ کو سیٹھ صاحب بلا رہے ہیں پہلے ان سے مل لیجئے۔

آوہ اچھا۔ شجاالدین فوراً اس کے کیبن سے نکل آیا جب وہ کامل عامل کے کیبن میں داخل ہوا تو کامل نے اسے دیکھ کر بڑی گرم جوشی سے کہا آؤ بھی شجاع الدین کہو کیسے آنا ہوا بھئی ہم نے بدر احمد کو اپنے شوروم پر ملازم رکھ لیا ہے اسے ڈرائیونگ سکول کا مینجر بنا دیا ہے تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں۔؟

یہ سن کر شجاع الدین کے بدن میں جیسے آگ لگ گئی۔ اسے بہت غصہ آیا اور یہ غصہ عامل کامل سے زیادہ اسے بدر احمد پر تھا اس نے بغیر مشورہ کیے خاموشی سے ان لوگوں کی ملازمت اختیار کر لی تھی غصہ اسے کامل عامل پر بھی تھا لیکن وہ اس غصے کا اظہار کر نہیں سکتا تھا جو

دلچسپی میں کامیاب ہو گئے تھے اب غصہ کرنا یا بگڑنا فضول تھا جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے بدر کو یہاں ملازم دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا ابھی اس کے پیسے بھی پھنسے ہوئے تھے۔

شجاع الدین فلم کا سکرپٹ سنانے آیا تھا لیکن کامل نے اسے خوبصورتی سے ٹال دیا پھر وہ اسے مسلسل خوبصورتی سے ٹالتا رہا اس نے فلم کے اخراجات بھی ادا نہ کیے جو اس نے مسترد کر دی تھی شجاع الدین کو بہت غصہ تھا لیکن وہ ان دونوں کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا بدر احمد بھی اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔

بدر احمد ایک پڑھی لکھی سمجھدار لڑکی تھی اس کی طبیعت کا رجحان شو بزنس کی طرف بالکل نہ تھا وہ شاعرانہ ذہن کی لڑکی تھی بہت نازک اور

حساس ڈرائیونگ انسٹی ٹیوٹ چلانا کوئی مشکل کام نہ تھا خوبصورت تو وہ تھی ہی لیکن خوبصورت ہونے کے ساتھ ہی خوش اخلاق تھی ایک بار جو ڈرائیونگ سکول کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اس کے پاس آجاتا، وہ دوبارہ ضرور آتا۔ سکول بھی نیا نیا تھا لیکن اس میں داخلوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی تھی سکول کی مقبولیت میں جہاں پبلسٹی کو دخل تھا وہاں بدر احمد کی مسحور کن شخصیت کا بھی ہاتھ تھا کامل عامل نے بدر احمد کو ایک پرکشش تنخواہ پر رکھا تھا وہ یہاں کام کر کے بہت خوش تھی لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کی یہ خوشی کس قدر عارضی ہے۔

پھر ایک دن صبح کے اخبارات نے قیامت ڈھا دی۔

ہر اخبار میں بدر احمد کی تصویر چھپی تھی اور ساتھ ہی خودکشی کی خبر بھی تھی۔

یہ خبر بدر احمد کے والدین پر بجلی بن کر گری بدر احمد نے سمندر میں

ڈوب کر خودکشی کر لی تھی اور اس میں کوئی شبہ نہ تھا کیونکہ عینی شہادتیں موجود تھیں لوگوں نے اسے لہروں کی طرف بڑھتے اور ان میں گم ہوتے ہوئے دیکھا تھا لیکن لوگوں کو جب یہ احساس ہوا کہ یہ لڑکی خود کشی کے ارادے سے آگے بڑھ رہی ہے تو اس وقت تک کافی دیر ہو چکی تھی سمندر کی ایک بڑی لہر اسے اپنی آغوش میں پوری طرح لے چکی تھی غوطہ خوروں نے اسے لہر سے چھیننے کی کوشش کی لیکن موت اس کا مقدر بن چکی تھی۔ وہ سمندر کے کنارے آتے آتے زندگی کے کنارے سے بہت دور جا چکی تھی۔

ہائے میری بچی بڑی نازک تھی، وہ شیشے کی بنی تھی ہائے کس نے اس سے کہا تھا کہ اس نے زندگی سے منہ موڑ لیا۔ بدر احمد کی ماں بین کرتی رہی لیکن اس کی موت کا معما حل نہ ہو سکا۔

ایک دو دن اخبارات نے شور مچایا کچھ دن پولیس نے بھاگ دوڑ کی

پھر زندگی اپنے معمول پر آگئی ایک لڑکی کے گم ہونے سے کون سا کائنات کے رنگ پھیکے پڑنے کا خدشہ تھا۔

شجاع الدین کو شبہ ہی نہیں بلکہ پورا یقین تھا کہ بدر احمد کی خودکشی میں کامل اور عامل کا ضرور ہاتھ ہے اس نے پولیس کو گمنام ٹیلی فون کر کے اپنے خدشے کا اظہار بھی کر دیا تھا اور پولیس نے عامل کامل سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی لیکن کچھ ثابت نہ ہو سکا تھا وہ ہاتھ خفیہ ہی رہا تھا۔

یہ ٹھیک تھا کہ بدر احمد صبح گھر سے نکلی تھی اسے ایک لیڈی انسٹرکٹر مسز کاظمی نے گھر سے لیا تھا بدر احمد کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دفتر کی طرف سے حاصل تھی کیونکہ مسز کاظمی اس کے علاقے میں ہی رہتی تھی اس لئے وہ دفتر جاتے ہوئے اسے گھر سے لے لیا کرتی تھی اور شام کو چھوڑنا بھی اس کی ذمے داری تھی اس شام بھی مسز کاظمی نے اسے گھر

کے باہر چھوڑا تھا اس کا مطلب تھا کہ گھر پہنچ کر اس نے خودکشی کا ارادہ کیا اور گھر میں داخل ہونے کے بجائے سمندر کا رخ کیا۔

مسز کاظمی نے جو بیان دیا تھا اس بیان کی تصدیق گھر والوں نے کر دی تھی اس کا بیان صحیح تھا شام کو اس نے بدر احمد کو گھر کے سامنے چھوڑا تھا کیونکہ گھر والوں نے مسز کاظمی کی گاڑی کے ہارن کی آواز سنی تھی مسز کاظمی کی عادت تھی کہ وہ صبح جب بدر احمد کو لینے آتی تو اپنے مخصوص انداز میں ہارن بجاتی جسے سن کر بدر احمد باہر نکل آتی شام کو واپسی پر بھی یہی ہوتا کہ وہ اسے اتار کر ہارن بجاتی اس طرح گھر والوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ بدر احمد واپس آ گئی ہے اور گھر کا کوئی فرد گھر کا دروازہ کھول دیتا۔

یہ عمل ایک عرصے سے جاری تھا اس دن بھی مسز کاظمی نے ہارن بجایا تھا گھر میں اس وقت بدر کی امی کے سوا کوئی نہ تھا وہ باورچی خانے میں

برتن دھو رہی تھی ہارن کی آواز سن کر وہ دروازے پر آئیں لیکن دروازے پر کوئی نہ تھا گاڑی بھی جا چکی تھی انہوں نے فلیٹ سے ذرا باہر نکل کر دیکھا لیکن انہیں بدر احمد نظر نہ آئی پھر انہوں نے سوچا شاید وہ ڈبل روٹی لینے چلی گئی ہوگی کبھی کبھار وہ ایسا کیا کرتی تھی۔

اس طرح وہ مطمئن ہو کر گھر میں آ گئیں اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔

لیکن دروازہ کھلا ہی رہا اور ان کا اطمینان کافور ہو گیا بدر احمد واپس نہ پلٹی۔

جب واپس پلٹی تو اس میں زندگی نہ تھی پھر یہ بات بھی معما ہی رہی کہ اس نے زندگی سے منہ کیوں موڑ لیا اس نے واقعی خودکشی کی یا کسی نے اس کی زندگی چھینی تھی اگر اسے خودکشی کرنا ہی تھی تو وہ سیدھی سمندر پر کیوں نہ پہنچی اس نے گھر کا رخ کیوں کیا پھر دروازے سے کیوں پلٹی۔؟

اس طرح کے بہت سے سوالات لوگوں کے ذہن میں گونجتے رہے
لیکن پولیس نے اس کیس میں زیادہ دلچسپی نہ لی ویسے بھی اس کے
نزدیک ایک سیدھا سادا خودکشی کا کیس تھا لہٰذا بدر احمد کی زندگی کی
طرح پولیس نے بھی اس کی فائل بند کر دی۔
لیکن ایک شخص ایسا بھی تھا جو اس فائل کو بند ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا
لیکن اس کے ہاتھ میں بھی کچھ نہ تھا وہ تھا شجاع الدین کامل عامل،
نے اسے بڑی چوٹ دی تھی اسے ایسے زخم لگائے تھے کہ وہ انہیں اب
تک چاٹ رہا تھا بدر احمد کی خودکشی اس کے گلے میں سے نہ اترتی تھی
اس کا ذہن اس بات کو قبول ہی نہ کرتا تھا اسے پکا یقین تھا کہ اس خود
کشی کے پیچھے کامل عامل کے ہولناک ہاتھ ہیں لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ
ہولناک ہاتھ اسے نظر نہیں آ رہے تھے۔
کامل اور عامل جوئے شراب اور عورتوں کے عادی تھے عامل تو خیر اس

شہر میں یہاں کی رنگینیاں دیکھ کر ہی رکا تھا یہ اور بات ہے کہ اس ملک میں شراب جوئے اور نائٹ کلبوں پر کب کی پابندی عائد ہو چکی تھی لیکن بند کچھ نہ ہوا تھا عامل کامل کو سب میسر تھا وہ جب چاہتے جوا کھیلتے انہیں معلوم تھا کہ کہاں کہاں جوا ہوتا ہے وہ جب چاہتے شراب پیتے لوگ شراب کی بوتلیں ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیتے وہ جب چاہتے رقص دیکھتے اس مقصد کے لئے کلفٹن والا لگژری فلیٹ کام آتا مجرا کرنے والی عورتیں سادگی سے یہاں آتیں موسیقی کا کیسٹ لگا دیا جاتا اور اس کی دھن پر رقص ہوتا۔

سب کچھ بند ہونے کے باوجود سب کچھ کھلا تھا اور سب کو سب ہوتا دکھائی دے رہا تھا لیکن کوئی آنکھ کھلی نہ تھی۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔

کامل، عامل کا کاروبار اپنے عروج پر تھا ڈرائیونگ سکول کی کئی شاخیں

شہر کے مختلف علاقوں میں قائم ہو چکی تھیں ساری شاخیں اچھا بزنس کر رہی تھیں ڈرائیونگ سیکھنے والی زیادہ تر خواتین تھیں اس لئے تمام برانچوں پر خواتین سٹاف زیادہ تھا انہیں خواتین سٹاف میں سے کامل اور عامل کو اپنے مطلب کی خواتین بھی مل جاتی تھیں۔

بدر احمد کے انتقال کے بعد اس کی جگہ کئی مینجر خواتین آ کر جا چکی تھی لیکن اس جیسی ابھی تک کوئی نہ آئی تھی مسز کاظمی نے اگرچہ کافی کوشش کی تھی لیکن اسے بدر احمد جیسی لڑکی نہ مل سکی تھی کامل اور عامل اسے اکثر یاد کر کے مسز کاظمی سے کہا کرتے۔

مسز کاظمی کچھ کریں نا۔

کیا کروں سیٹھ؟ مسز کاظمی سمجھ کر بھی نہ سمجھتی۔

بھئی کوئی اچھی سی مینجر لائیں یہ کیا کالی پیلی چیزیں اٹھا لاتی ہیں۔ ایسی چیزوں کو دیکھ کر لوگ اندر آنے کے بجائے باہر سے ہی بھاگ جاتے

ہیں عامل ہنس کر کہتا۔

ہاں یہ بات تو ہے۔کامل اثبات میں سر ہلاتا۔

اس مرتبہ اشتہار دے کر دیکھیں مسز کاظمی نے مشورہ دیا۔

چلو ٹھیک ہے اشتہار بھی دے کر دیکھ لیتے ہیں کیوں عامل ہو سکتا ہے اس طرح ہمارے سکول کے لئے کوئی اچھی لڑکی مل جائے کامل بولا۔

سیٹھ صرف سکول کے لئے؟ مسز کاظمی نے کامل کو ترچھی نگاہوں سے دیکھا۔

جب بات کو سمجھتی ہو تو پھر اسے کھلوانا کیوں چاہتی ہو؟ کامل کے بجائے عامل نے جواب دیا۔

پھر اشتہار دیا گیا خاصا بڑا اشتہار تھا یہ اشتہار آر کے ایڈورٹائزنگ کمپنی کے ذریعے دیا گیا تھا اس اشتہار کو شجاع الدین نے ہی تیار کروایا تھا لیڈی مینجر کے اس اشتہار کو دیکھ کر اسے بدر احمد بے اختیار یاد آ گئی تھی

بدر احمد کے ساتھ ہی شجاع الدین کے ساتھ کامل عامل نے جو فراڈ کیا تھا جو زخم لگائے تھے وہ ایک سال گزر جانے کے باوجود ہرے ہو گئے تھے اپنے کاروبار کا جھانسا دے کر کامل عامل نے اسے خوب بے وقوف بنایا تھا پھر بدر احمد کے سلسلے میں بھی وہ خود کو مجرم سمجھتا تھا اگر وہ اسے ان خبیثوں سے نہ ملواتا تو اس کی زندگی کیوں داؤ پر لگتی اپنے ان دکھوں کو وہ کسی طور نہ بھول پایا۔

اشتہار کے جواب میں بے شمار درخواستیں موصول ہوئیں ہر درخواست کے ساتھ تصویریں بھی تھیں اچھی صورتیں دیکھ کر کامل عامل نے دس بارہ لڑکیوں کا انٹرویو بھی کیا لیکن انہیں کوئی لڑکی پسند نہ آئی۔

یار کیا ہوا اس شہر کو۔؟ لگتا ہے اس شہر کا سارا حسن سمندر رکھا گیا ایک لڑکی بھی ڈھنگ کی نہ نکلی کامل نے کہا۔

ہاں یہ تو ہے جب کہ ہم نے صرف میٹرک پاس لڑکی مانگی تھی سابقہ

تجربے کی قید نہ تھی پک اپ ڈراپ کی سہولت کے ساتھ پرکشش تنخواہ بھی بتادی گئی تھی پھر بھی کسی کام کی لڑکی نے درخواست نہ بھیجی مسز کاظمی یہ تجربہ بھی ناکام رہا اب کیا کریں؟ عامل بولا۔

سیٹھ، تھوڑا صبر کریں مسز کاظمی نے نسخہ تجویز کیا۔

وہ تو ہم لوگوں سے نہیں ہوتا مریضوں نے نسخہ استعمال کرنے سے انکار کردیا۔

اچھا پھر میں ہی کچھ کرتی ہوں لوگوں سے کہتی سنتی ہوں مسز کاظمی نے تسلی دی۔

کامل عامل نے سوچا جب تک مسز کاظمی ان کی مرضی کے مطابق لڑکی تلاش کرے تب تک انہیں کام چلانے کے لئے ایک لڑکی کا تقرر کر لینا چاہے بزنس تو آخر چلانا ہی تھا۔

مسز کاظمی بھی کچھ نہ کرسکی البتہ اس نے یہ ضرور کیا کہ وہ امریکہ چلی گئی

امریکہ میں مسز کاظمی کا بیٹا تھا وہ عرصے سے اسے بلا رہا تھا لیکن وہ یہاں سے ہلتی ہی نہ تھیں تنگ آ کر وہ خود کراچی آ گیا اب مسز کاظمی کے لئے کوئی مفر نہ تھا مجبوراً اس نے رخت سفر باندھ لیا۔

امریکہ جانے سے پہلے وہ کامل، عامل سے ملنے آئی انہیں اس کے جانے کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا وہ ان کا اثاثہ تھی اس کے بغیر وہ دونوں خود کو خالی خالی محسوس کر رہے تھے۔

سیٹھ فکر نہ کرو میں امریکہ سے آپ کے لئے کوئی خوبصورت سی لیڈی مینجر بھیجوں گی مسز کاظمی نے ہنس کر کہا۔

مسز کاظمی آپ ہمیں بہت یاد آئیں گی کامل نے کہا۔

ہم آپ کو کبھی نہ بھولیں گے عامل بولا۔

جانتی ہوں جانتی ہوں.......... مسز کاظمی کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے میرا خود یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا یہاں میرے

بہت دوست ہیں پر لڑکا مجبور کر رہا ہے۔

مسز کاظمی! امریکہ جاتے ہوئے اپنے ایک ایک دوست ایک ایک واقف کار سے ملی جانے سے ایک دن پہلے وہ بدر احمد کے گھر بھی گئی بدر کی امی سے اس کی خاصی جان پہچان تھی بدر احمد کو ساتھ لے جاتے یا لاتے ہوئے وہ کبھی کبھی دو چار منٹ کو اس کے گھر پر رک بھی جاتی تھی آج وہ ایک طویل عرصے کے بعد اس کے گھر گئی تھی بدر کی امی کو اسے پہچاننے میں کچھ دیر لگی جب اس نے انہیں یاد دلایا تو بدر کی امی کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔

آئیں بیٹھیں۔ انہوں نے آنسو بھری آنکھوں سے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا میں امریکہ جا رہی ہوں بس جانے کیوں میرا دل چاہا کہ آپ سے مل کر جاؤں۔

آپ کی مہربانی مسز کاظمی۔ انہوں نے اپنے آنسو دوپٹے سے صاف

کرتے ہوئے کہا آپ کی صورت دیکھ کر مجھے اپنی بیٹی یاد آ گئی آپ نے اسے کہاں چھوڑا تھا مسز کاظمی؟ وہ تو گھر نہیں آئی۔

امی امی! بدر کی چھوٹی بہن نے انہیں ٹوکا یہ مسز کاظمی آپ سے ملنے آئی ہیں ایسی باتیں مت کیجئے جو ہونا تھا ہو چکا۔

مسز کاظمی میری بیٹی کو اس دنیا سے گئے ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ ہو گیا لیکن مجھے ابھی تک صبر نہیں آتا مجھے لگتا ہے جیسے میری بیٹی مری نہیں ابھی ہارن بجے گا اور وہ گھر میں داخل ہو جائے گی میری بیٹی خودکشی نہیں کر سکتی مسز کاظمی کیا آپ کو وہ ایسی لڑکی دکھائی دیتی تھی مسز کاظمی میری بیٹی کو کسی نے مارا ہے وہ خود نہیں مری۔

مسز کاظمی آپ کب جا رہی ہیں امریکہ، وہاں آپ کا کون ہے! بدر کی بہن نے بالآخر موضوع بدلا وہ نہیں چاہتی تھی کہ گھر آئے ہوئے مہمان کو شرمندگی میں مبتلا کیا جائے۔

لیکن بدر کی امی خاموش نہ ہوئیں وہ اپنی بیٹی کی ایک ایک چیز یاد کر کے روتی رہیں مسز کاظمی سے ان کی آنسو نہ دیکھے گئے اس کا کلیجہ منہ کو آنے لگا وہ بوجھل دل اور بوجھل قدموں کے ساتھ بدر احمد کے گھر سے نکل آئی۔

جب وہ جہاز میں بیٹھی تو اسے راستے میں بدر احمد کی امی یاد آتی رہی بدر احمد کا معصوم چہرہ اس کی نگاہوں میں گھومتا رہا بدر کی امی کی آہیں کراہیں اسے سنائی دیتی رہیں اسے ایسا محسوس ہوتا رہا جیسے کوئی دل مٹھی میں لے کر بھینچ رہا ہو اس پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

کیفیت تو خیر طاری تھی کامل عامل پر بھی کہ مسز کاظمی کے جانے کے بعد انہیں مسز صادق مل گئی تھی وہ بھی لڑکیوں کے سلسلے میں کانٹا ثابت ہوئی تھی وہ کانٹا جسے مچھلیوں کے پکڑنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

مسز کاظمی کے جانے کے تین چار ماہ بعد مسز کاظمی کا ایک خط موصول

ہوا یہ خط کامل عامل کے لئے بڑی دلچسپی کا باعث بنا وہ دونوں اسے پڑھ کر بڑی دیر تک ہنستے رہے پھر جو لوگ مسز کاظمی کے کارناموں سے واقف تھے انہیں پڑھوا کر خوش ہوتے رہے۔

مسز کاظمی نے لکھا تھا کہ امریکہ آ کر ریکسر اس کی زندگی کا رخ بدل گیا ہے اس نے گناہوں سے توبہ کر لی ہے اب وہ نماز بھی پڑھنے لگی ہے اس نے کامل عامل کو بھی تلقین کی تھی کہ وہ گناہ آلودہ زندگی سے باز آ جائیں شراب سے توبہ کریں معصوم لڑکیوں کی زندگیوں سے کھیلنا بند کریں ورنہ وہ دن دور نہیں جب خود ان پر زندگی تنگ ہو جائے گی۔

اس خط کو جو بھی پڑھتا وہ مسکرائے بنا نہ رہتا نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بلی نو سو چوہے کھا کر حج پر چلی جاتی ہے نیک ہدایت کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں ہوتی۔

کامل عامل چاہتے تھے کہ اس کو اس مزاحیہ خط کا جواب لکھیں لیکن مسز

کاظمی نے اپنا پتا ہی نہیں لکھا تھا ویسے یہ خط واشنگٹن سے آیا تھا اس پر واشنگٹن کی مہر لگی تھی۔

کامل سیٹھ زمان کو مسز کاظمی کے خط کے بارے میں بتا رہا تھا اس کے سامنے مسز صادق بیٹھی تھی عامل بھی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو سے محظوظ ہو رہا تھا اس نے بھی ریسیور اٹھایا ہوا تھا اور وہ بیچ بیچ میں لقمہ دیتا جا رہا تھا سیٹھ زمان ٹیلی فون پر ان دونوں کی گفتگو سن کر قہقہہ لگا رہا تھا۔

کیبن میں کامل عامل کے قہقہے گونج رہے تھے مسز صادق بھی انہیں ہنستا دیکھ کر مسکرانے پر مجبور تھی.......... ایک ہنسی خوشی کی فضا قائم تھی۔

کامل کہہ رہا تھا سیٹھ زمان یہ خط اس صدی کا سب سے بڑا عجوبہ ہے۔

تم ٹھیک بولتے ہو اس عورت پر تو وہاں جا کر الٹا ہی اثر ہو گیا حالانکہ امریکہ کی فضا میں تو اسے اور کھل کر کھیلنا چاہیے تھا سیٹھ زمان نے کہا۔

مجھے کہہ کر گئی تھی کہ سیٹھ آپ کے لئے وہاں سے زبردست لڑکی بھیجوں گی وہاں سے بھیج دیا خط اور وہ بھی نصیحت آموز، ویسے سیٹھ ایک ....کامل کچھ کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا۔

اس نے شوروم کے دروازے پر جو دیکھا تھا وہ اس کی آواز بند کرنے کے لئے کافی تھا۔

ہاں کیا ہوا؟ سیٹھ زمان نے ادھر سے پوچھا۔

میرے شوروم میں قیامت آگئی ہے اچھا میں پھر بات کروں گا۔ یہ کہہ کر کامل نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اس نے سیٹھ زمان کے جواب کا بھی انتظار نہ کیا۔

عامل نے ابھی آہستگی سے رسیور اپنے ہاتھ سے رکھ دیا اس پر بھی کچھ ایسی ہی کیفیت طاری تھی اس کی بھی زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی۔

کامل عامل کا شوروم کافی بڑا تھا اس میں کافی گاڑیاں کھڑی کرنے کی

گنجائش تھی دروازے کے بالکل سامنے کامل عامل کا کیبن تھا ہر آنے جانے والے پر ان کی نظر رہتی اور جب سے انہوں نے ڈرائیونگ سکول کھولا تھا تب سے ان کی نظریں ہمہ وقت دروازے پر ہی لگی رہتیں دروازے میں داخل ہوتے ہی بائیں جانب ڈرائیونگ سکول کا کیبن تھا جب کہ کامل عامل کے کیبن میں پہنچنے کے لئے چالیس پچاس قدم چلنا پڑتا تھا۔

وہ بڑی تمکنت سے چلتی ہوئی شوروم میں داخل ہوئی تھی اس نے جینز اور قمیض پہنی ہوئی تھی اور اسے ہرگز اس بات کا احساس نہ تھا کہ وہ کس قسم کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہے وہ بہت خوبصورت لڑکی تھی لیکن اس لباس نے اسے شعلہ فشاں بنا دیا تھا وہ ایک قیامت بھی جو قبل از وقت آ گئی تھی اس نے پورے اطمینان سے ڈرائیونگ سکول کے کیبن کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔

مسز صادق آپ ذرا جا کر اس قیامت کو ڈیل کریں کامل نے کہا۔

جی سیٹھ ٹھیک ہے مسز صادق فوراً کھڑی ہو گئی۔

مسز صادق کے باہر نکلنے کے بعد کامل، عامل سے مخاطب ہوا کیسی لڑکی ہے؟ زبردست عامل نے خوش ہو کر کہا اس کو ہاتھ سے نکلنا نہیں چاہیے۔

اسی لئے تو مسز صادق کو بھیجا ہے دیکھو کیا کرتی ہے۔

چار پانچ منٹ کے بعد مسز صادق واپس آئی وہ لڑکی ابھی موجود تھی مسز صادق نے کامل عامل کے کیبن میں داخل ہوتے ہی بے قراری سے کہا سیٹھ مس افشاں کو سمجھائیں۔

کیا ہوا؟ دونوں نے بیک وقت کہا۔

وہ لڑکی ڈرائیونگ سیکھنا چاہتی ہے اسٹوڈنٹ ہے رعایت مانگ رہی ہے لیکن مس افشاں نے انکار کر دیا ہے میں نے اس لڑکی کو بیٹھنے کو کہا

کہ سیٹھ سے بات کر کے آتی ہوں سیٹھ لڑکی بہت اچھی ہے اسے

رعایت ملنا ضروری ہے داخلے کے بعد ہی اس سے رسم راہ بڑھائی جا

سکتی ہے مسز صادق نے لائن دی۔

ٹھیک ہے کامل نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا مس افشاں!

جی سر۔ لیڈی مینجر مس افشاں نے مودبانہ جواب دیا۔

بھئی طالب علموں کو تو کچھ رعایت کر دیا کریں یہ خاتون کتنی رعایت

مانگ رہی ہیں؟ کامل نے بہت نرم لہجہ اختیار کیا۔

سر سو دو سو کی بات ہوتی تو میں کر دیتی یہ پانچ سو روپے کی رعایت

مانگ رہی ہیں۔ ادھر سے مس افشاں نے کہا۔

چلیے کوئی بات نہیں دے دیجیے بھئی اسٹوڈنٹس کا خیال رکھنا چاہیے

کامل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

جی بہتر سر۔ مس افشاں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

جائیے مسز صادق اب آپ اس سے دوستی گانٹھیے اس مرتبہ عامل

بولا۔

لیکن بہت تیز چلنے کی ضرورت نہیں ہے آہستہ آہستہ غیر محسوس انداز

میں اس طرح کہ اسے یہ محسوس نہ ہو کہ اس کے لئے جال بچھایا جا رہا

ہے کامل نے کہا۔

سیٹھ آپ فکر نہ کریں میں ان باتوں کو اچھی طرح سمجھتی ہوں مسز

صادق نے ہنس کر کہا۔

پھر بھی احتیاط لازم ہے یہ لڑکی مجھے کسی اچھے گھرانے کی معلوم ہوتی

ہے اس کی چال میں مجھے بڑا وقار دکھائی دیا ہے ایسی ماڈرن لڑکیاں

کبھی کبھی بڑی ٹیڑھی کھیر ثابت ہوتی ہیں عامل نے اونچ نیچ سمجھائی۔

اور کبھی کبھی حلوا۔ عامل نے ہنس کر کہا۔

وہ لڑکی پہلے دن جس لباس میں نظر آئی تھی بعد میں اس لباس میں نظر نہ

آئی اب وہ شلوار قمیض میں آتی تھی اس نے تین بجے کا وقت لیا تھا
پک اینڈ ڈراپ کی سہولت سے اس نے فائدہ نہ اٹھایا تھا اس نے کہا
کہ وہ خود شوروم پر آئے گی اور یہاں سے خود ہی واپس جائے گی۔
یوں تو لیڈی انسٹرکٹر کئی تھیں اس لڑکی کو کسی بھی انسٹرکٹر کے حوالے کیا
جا سکتا تھا اور اس کا فیصلہ مس افشاں کے ہاتھ میں تھا لیکن مسز صادق
نے خود ہی اس لڑکی کو اپنی شاگردی میں لے لیا۔

وہ تھیوری کلاسوں کے بعد اس کی ٹریننگ شروع ہو گئی وہ لڑکی جس کا
نام لبنیٰ تھا ٹھیک تین بجے شوروم پر آ جاتی مسز صادق اس کے لئے تیار
بیٹھی ہوتی وہ فوراً اسے اپنے ساتھ ڈرائیونگ سکھانے لے جاتی۔
کامل اور عامل کو معلوم تھا کہ لبنیٰ تین بجے شوروم آتی ہے وہ اسے دیکھنے
کے لئے اپنے کیبن میں ضرور موجود ہوتے پہلے ایک دو دن تو وہ
واپسی میں شوروم کے دروازے سے ہی واپس چلی جاتی تھی لیکن بعد

میں یہ ہونے لگا کہ لبنیٰ مسز صادق کے ساتھ اندر آجاتی اور کچھ دیر بیٹھ کر چلی جاتی پھر جوں جوں دوستی بڑھتی گئی ویسے ویسے لبنیٰ شوروم میں ٹھہرنے لگی اب وہ تین بجے کے بجائے جلدی آجاتی اور پھر ڈرائیونگ سیکھنے کے بعد دیر تک بیٹھی رہتی مسز صادق کبھی اس کے لئے کولڈ ڈرنکس منگوا لیتی کبھی آئس کریم اس طرح خوش گپیوں میں وقت گزرنے لگا۔

ایک دن مسز صادق کو کامل نے بلا کر پوچھا ہاں مسز صادق بات کہاں تک پہنچی؟

دوستی تو میں نے ٹھیک ٹھاک کر لی ہے اچھی خاصی بے تکلفی ہو گئی ہے ایک مرتبہ میں اسے اپنے گھر بھی لے گئی ہوں لیکن وہ اپنا گھر دکھانے سے کتراتی رہی ہے۔

تو اس کے پیچھے نہ پڑیں ہو سکتا ہے اس کی کوئی خاص وجہ ہو اس کا گھر

ٹھیک نہ ہو اس لئے آپ کو لے جاتے ہوئے جھجک رہی ہو آپ اسے گھر لے جانے پر مجبور نہ کریں۔

نہیں میں نے اصرار نہیں کیا بس ایک آدھ بار سرسری ساذکر کیا تھا جب میں نے محسوس کیا کہ وہ اپنے گھر لے جانے سے کترا رہی ہے تو پھر میں نے اس ذکر کو چھوڑ دیا البتہ اسے ایک مرتبہ اصرار کر کے اپنے گھر لے گئی مسز صادق نے وضاحت کی۔

کیا اندازہ لگایا آپ نے کیسی لڑکی ہے عامل نے پوچھا۔

کسی بڑے گھر کی نہیں ہے متوسط طبقے کی لڑکی ہے باپ سرکاری ریٹائرڈ افسر ہے بھائی کوئی نہیں بس بہنیں ہیں اور وہ سب پڑھ رہی ہیں پہلی مرتبہ جو وہ جینز اور قمیض پہن کر آئی تھی وہ اس کی نہیں تھی اس کی کسی دوست کی تھی ماڈرن لباس پہننے کا اسے بہت شوق ہے لیکن پہن نہیں سکتی جس علاقے میں وہ رہتی ہے وہاں یہ لباس پہننا بہت

مشکل ہے بہت شوقین مزاج لڑکی ہے ہر وقت فیشن اور کپڑوں کی باتیں کرتی رہتی ہے فلمیں دیکھنے کا بھی بہت شوق ہے یہ سارے شوق وہ اپنی دوست کے یہاں جا کر پورے کرتی ہے کل شادی کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی تو اس نے ایک بڑی دلچسپ بات کہی مسز صادق نے دونوں کو مسکرا کر دیکھا۔

وہ کیا؟ دونوں ہمہ تن گوش ہو گئے

جب میں نے اس کا آئیڈیل پوچھا تو کہنے لگی میرا آئیڈیل پیسہ ہے میں ایک غریب اسمارٹ لڑکے کے بجائے دولت مند مرد سے شادی کرنا پسند کروں گی بے شک وہ شادی شدہ کیوں نہ ہو۔

اچھا! دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھ ماری پھر تو چانس ہے عامل بولا ایسے ہی مذاق کر رہی ہو گی کامل نے کہا۔

تھی تو خیر وہ سنجیدہ۔ مسز طارق نے یقین دلانے کی کوشش کی۔

پھر آپ اپنی شادی کی سالگرہ کب کر رہی ہیں؟

عامل نے پوچھا۔

سالگرہ تو ابھی دو مہینے پہلے ہی کی تھی مسز صادق ہنسی۔

سالگرہ کا کیا ہے وہ تو ہر ماہ ہو سکتی ہے کامل نے کہا۔

ٹھیک ہے میں صادق سے بات کرتی ہوں۔

صادق سے بات کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ ہم سے بات کیجئے

بتائیے کتنے کا چیک دوں کامل نے چیک بک نکالی۔

مسز صادق نے تکلفاً نہیں نہیں کیا لیکن کامل نے دو ہزار روپے کا

چیک کاٹ کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا عامل نے خاموشی سے اس چیک

پر دستخط کر دیئے تھے۔

اب تو ملاقات یقینی ہے کامل بولا۔

جب سے کامل اور عامل نے لبنٰی کے آئیڈیل کے بارے میں سنا تھا

دونوں کے دل میں بیک وقت اس سے شادی کی خواہش نے انگڑائی لی تھی اوراس خواہش کودونوں نے ایک دوسرے سے چھپانے کا تہیہ کرلیا تھاوہ دونوں اپنے دائرے میں رہ کرلبنیٰ کوحاصل کرنے کے خواہش مند تھےاور یہ پہلی دراڑ تھی جوان کے دلوں میں آہستہ آہستہ گہری ہوتی جارہی تھی۔

سالگرہ والے دن دوستی کی اس دراڑ میں مزید گہرائی آگئی۔

یہ سالگرہ بہت محدود پیمانے پر تھی مخصوص لوگوں کومدعو کیا گیا تھا سالگرہ کی اس تقریب میں صرف تین مرد تھے کامل عامل اور صادق باقی سب خواتین تھیں چند سکول کی انسٹرکٹر تھیں کچھ مسز صادق کی دوست تھیں ان دوستوں میں وہ بھی تھی جس کے لئے اس تقریب کا جال پھیلایا گیا تھا۔

اس تقریب میں صادق کا ہونا نہ ہونا برابر ہی تھا وہ بے چارہ ملازموں

کی طرح تقریب کے انتظامات میں لگا ہوا تھا مسز صادق نے لبنیٰ کو

کامل اور عامل سے متعارف کرا دیا تھا اس کی کوشش تھی کہ وہ زیادہ

سے زیادہ وقت ان دونوں کے ساتھ گزارے اگر لبنیٰ ان دونوں کو چھوڑ

کر کسی اور لڑکی سے مخاطب ہو جاتی تو مسز صادق کامل، عامل سے

مخاطب ہو کر لبنیٰ کے متعلق کوئی ایسی بات کہتی جس میں اس کی تعریف

ہوتی تو وہ فوراً اس طرف متوجہ ہو جاتی۔

کیک کٹنے کے بعد کچھ فرمائشی پروگرام چلا وہاں موجود ایک دو لڑکیوں

نے گانے سنائے موسیقی کے سلسلے میں کامل بڑا باذوق واقع ہوا تھا بے

سرے گانے سن سن کر وہ بڑا بور ہو رہا تھا اسکے نزدیک ہی لبنیٰ بیٹھی تھی۔

ایسے گانے سننے سے تو خودکشی کرنا بہتر ہے کامل نے اس کی طرف

جھک کر آہستہ سے کہا۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں لبنیٰ نے ہنس کر کہا آج وہ بہت خوش تھی بات بے

بات پر ہنس رہی تھی شاید اسے معلوم تھا جب وہ ہنستی ہے تو اور حسین ہو جاتی ہے اور آج تو بجلیاں گرانے کا موسم تھا۔

مس لبنیٰ سنا ہے آپ بہت اچھا گاتی ہیں کامل نے یہ بات ایسے ہی کہہ دی تھی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ اچھا گاتی ہے یا برا۔ گاتی بھی ہے یا نہیں۔

ایک خاتون کا بے سرا گانا ختم ہوا تو کامل نے بے دلی سے تالی بجائی اور لبنیٰ کی طرف دیکھا کیا خیال ہے کچھ آپ کیوں نہ سنائیں۔

آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں گاتی ہوں؟

مسز صادق نے بتایا تھا، کامل نے سفید جھوٹ بولا۔

لیکن مسز صادق سے تو آج تک اس موضوع پر بات نہیں ہوئی۔

بھئی کس موضوع پر بات نہیں ہوئی؟ عامل جو ذرا دور بیٹھا تھا دونوں کو گفتگو کرتا دیکھ کر بے چین ہوا اور پھر نزدیک آ گیا۔

آخر اندازہ بھی کوئی چیز ہے کامل نے عامل کی بات کا جواب نہ دیا۔

آپ کا اندازہ بالکل درست ہے میں واقعی بہت اچھا گاتی ہوں اس نے اعتراف کے ساتھ بلا جھجک اپنی تعریف کی۔

واہ، واہ پھر کچھ سنائیے نا کامل نے خوش ہو کر کہا۔

عامل صاحب آپ کو بھی کچھ دلچسپی ہے گانے وانے سے؟ لبنیٰ نے مسکرا کر پوچھا۔

یہ مسکرا کر پوچھنا کامل کو اچھا نہ لگا اس نے عامل کے کچھ جواب دینے سے پہلے کہا انہیں گانے کے مقابلے میں رقص سے زیادہ دلچسپی ہے۔

یار بکواس مت کرو، عامل نے اسے گھور کر دیکھا۔

میں جھوٹ بول رہا ہوں؟ کامل نے ہنستے ہوئے لبنیٰ کو دیکھا۔

چلیئے کوئی بات نہیں۔ لبنیٰ نے اسے شرمندگی سے بچانے کی کوشش کی،

آج میں آپ کو ایسے گانے سناؤں گی پھر آپ کی کسی چیز میں دلچسپی

باقی نہ رہے گی۔

کامل کو لبنیٰ کی یہ بات اچھی نہ لگی۔

عامل اس کی یہ بات سن کر پھول کی طرح کھل اٹھا۔

لبنیٰ نے پھر تین چار گانے سنائے اس کی آواز واقعی بہت اچھی تھی وہ بہت ڈوب کر گاتی تھی اس کی آواز میں بڑا رس تھا ایک سحر تھا، کوئی شعلہ تھا جو بجلی کی طرح چمکتا تھا۔

جب تک وہ گاتی رہی محفل پر ایک سکوت طاری رہا کامل اس کی آواز سے بڑا محظوظ ہو رہا تھا لیکن بار بار اسے لبنیٰ کا جملہ یاد آرہا تھا آج میں آپ کو ایسے گانے سناؤں گی پھر آپ کی کسی چیز میں دلچسپی باقی نہ رہے گی یہ جملہ اس نے عامل سے کیوں کہا اس سے کیوں نہ کہا جب کہ گانے کی فرمائش اس نے کی تھی یہ بات رہ رہ کر اسے یاد آرہی تھی اور اس کا دل جلا رہی تھی اس کی رگوں میں کانٹے چبھ رہے تھے۔

پھر کھانے کا وقت ہو گیا سب لوگ کھانے کیلئے اٹھے کامل بھی ڈائننگ

روم کی طرف چلا پھر اس نے گھوم کر دیکھا تو عامل کو لبنیٰ کے نزدیک پایا

شاید وہ جان بوجھ کر اٹھنے میں دیر لگا رہے تھے مسز صادق عامل کو

بلائیں کامل نے میز کے نزدیک پہنچ کر کہا۔

جی سیٹھ۔ مسز صادق فوراً عامل کی طرف لپکی۔

کھانے کے دوران بھی عامل لبنیٰ کے نزدیک رہا اسے اٹھا اٹھا کر

ڈشیں دیتا رہا میز کے اس طرف کامل تھا اور اس کے مقابل لبنیٰ اور

عامل صادق اس کے نزدیک تھی وہ اصرار کر کے اس کی پلیٹ میں

چیزیں ڈال رہی تھی۔

کامل بہت آہستہ آہستہ کھانا کھا رہا تھا اچانک لبنیٰ کی نگاہیں اس کی

طرف اٹھیں اس کی آنکھوں میں بلا کی کشش تھی اس نے کامل پر

نگاہیں جما دیں اور مسکرا کر بولی ارے کامل صاحب آپ تو کچھ کھا ہی

نہیں رہے پھر اس نے کباب اٹھا کر اس کی پلیٹ میں ڈالا اور بڑے
پیار سے بولی، کھائیے نا۔

کامل کی بھوک اچانک چمک اٹھی۔

عامل کو ایسا لگا جیسے کسی نے اچانک اس کے پیٹ پر مکا مارا ہو۔

لبنیٰ پتا نہیں کیا کھیل، کھیل رہی تھی لیکن اتنا ضرور واضح تھا کہ وہ ایک
کو خوش کر کے دوسرے کو جلا رہی تھی یا وہ دونوں کو خوش کرنا چاہ رہی تھی
سالگرہ کے دن کامل نے لبنیٰ کا جھکاؤ عامل کی طرف محسوس کیا تھا جب
کہ عامل کا خیال تھا کہ وہ کامل کی طرف جھکی رہی تھی۔

دونوں بہت تیزی سے سوچ رہے تھے پہلے وہ یہ جال مشترکہ طور پر
پھیلاتے تھے ایک دوسرے سے مشورہ کرتے تھے دونوں ایک
دوسرے کی موجودگی میں بات کرتے تھے لیکن یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ
دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو کر سوچ رہے تھے ایک دوسرے

کے سامنے بات کرنے سے احتراز کر رہے تھے۔

کامل دوسرے دن شوروم پہنچ کر وہاں کچھ دیر بیٹھ کر کسی کام کا بہانہ بنا کر کے اٹھا تھا اور سیدھا مسز صادق کے گھر جا پہنچا تھا مسز صادق ان کے ڈرائیونگ انسٹی ٹیوٹ میں پارٹ ٹائم ملازم تھی وہ دو بجے دفتر پہنچتی تھی کامل کو معلوم تھا کہ وہ اس وقت گھر ہو گی۔

کامل کو صبح ہی صبح اپنے گھر کے دروازے پر دیکھ کر حیرت ہوئی وہ ایک جہاندیدہ عورت تھی اس نے اپنی حیرت کو خوشی میں بدل لیا اور اس کی آمد کے مطلب کو ایک لمحے میں سمجھ لیا لیکن انجان بن گئی۔

مسز صادق ایک کام کر دیں۔ کامل نے ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہی بات شروع کی سیٹھ آپ حکم کریں۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ لبنیٰ بطور مینجر ہمارے یہاں ملازمت کر لے۔

مشکل ہے۔ مسز صادق نے کہا وہ پڑھ رہی ہے ایم اے میں اس کا

آخری سال ہے۔

تم اس سے بات تو کرو۔ کامل کو اس کا فوراً انکار اچھا نہ لگا۔ فل ٹائم نہ سہی پارٹ ٹائم سہی۔

میں اس سے بات کر چکی ہوں سیٹھ وہ ملازمت نہیں کرنا چاہتی مسز صادق نے حتمی انداز اختیار کیا۔

اچھا۔ کامل نے افسردہ ہو کر کہا۔ اچھا کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ اس سے میری ملاقات کرا دیں وہ کچھ دیر سوچ کر بولا۔

کہاں؟ مسز صادق نے پوچھا۔

یہیں اسی ڈرائنگ روم میں کامل نے کہا۔

یہاں یہ ہو سکتا ہے یہ تو کوئی مشکل کام نہیں، مسز صادق نے اسے مسکرا کر دیکھا آپ کے شوہر کو تو کوئی اعتراض نہ ہو گا؟ کامل نے خدشہ ظاہر کیا۔

اسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے بھلا، مسز صادق طنزیہ انداز میں مسکرائی وہ اگر اعتراض کرنے کے قابل ہوتا تو اس گھر میں روز روز سالگرہیں نہ منائی جاتی۔

پھر آپ کب بلا رہی ہیں اسے؟ کامل نے بے چینی سے پوچھا۔

میں اس سے بات کر کے آپ کو بتاؤں گی پھر آپ آجائیے گا لیکن لبنیٰ کو یہ محسوس نہ ہو کہ میں نے آپ کو بلایا ہے آپ اتفاق سے میرے گھر آئیں گے اور اتفاق سے آپ کی ملاقات لبنیٰ سے ہو جائے گی مسز صادق نے منصوبہ پیش کیا۔

میں آپ کی بات سمجھ گیا، اب آپ بھی ایک بات کا خیال رکھئے گا اس ملاقات کا عامل کو پتا نہ چلے۔ ٹھیک ہے سیٹھ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کامل شوروم سے ڈاکٹر سے چیک اپ کے بہانے نکلا تھا اس کی کسی

داڑھ میں درد ہو رہا تھا اس نے دفتر سے نکلتے ہوئے عامل سے کہا تھا

یار کئی دن سے میری داڑھ میں درد ہے میں ڈاکٹر کو دکھانے جا رہا

ہوں اس سے میں نے وقت لے رکھا ہے۔

معلوم ہوتا ہے عقل ڈاڑھ نکل رہی ہے۔ عامل نے ہنس کر کہا۔

یہ عقل آنے کا نہیں جانے کا وقت ہے کامل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

اور پھر مسکراتے ہوئے شوروم سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی عامل نے ریسور

اٹھایا۔

ذرا مسز صادق سے بات کرائیے ادھر سے ایک کھنکتی آواز سنائی دی۔

مسز صادق تو یہاں دو بجے آتی ہیں۔ عامل نے کہا۔

آپ کون صاحب بول رہے ہیں؟ ادھر سے پوچھا گیا۔

عامل قریشی۔ عامل نے جواب دیا۔

اچھا، آپ عامل صاحب بول رہے ہیں ادھر سے خوشی کا اظہار کیا گیا

آپ نے مجھے پہچانا۔؟

معاف کیجیئے گا، میں آپ کو نہیں پہچان سکا۔ میں نے آپ کی آواز پہلی بار سنی ہے خیر یہ تو آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں کل میں نے آپ کو اتنے ڈھیر سارے گانے سنائے تھے۔

ارے! عامل خوشی سے اچھل پڑا آپ مس لبنیٰ ہیں؟

جی جناب، میں لبنیٰ ہوں کہیے آپ کو کل ہمارا گانا کیسا لگا۔؟

بھئی آپ نے ٹھیک ہی کہا تھا آپ کا گانا سننے کے بعد مجھے کسی چیز میں دلچسپی باقی نہیں رہی بس ہر طرف آپ ہی آپ نظر آتیں ہیں عامل نے بے تکلفی سے کہا۔

جھوٹ۔ لہجے میں بڑا پیار تھا۔

آپ کی قسم۔ یہ انداز بھی مر مٹنے والا تھا۔

قسم بھی کھائی تو میری۔ لبنیٰ نے قہقہہ لگایا ہاں میں مر جاؤں آپ کی بلا

سے اچھا خیر کوئی بات نہیں ہم مر جائیں گے آپ یہ بتایئے موسم کیسا ہو

رہا ہے اس وقت؟ لیکن آپ کو موسم کا کیسے پتا چلے گا آپ تو بند ہیں

شیشے کی دیواروں میں آپ کو کیا پتا اس وقت باہر کس قدر خوبصورت

بادل چھائے ہوئے ہیں کیسی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے؟ میں یونیورسٹی

جارہی تھی لیکن اب میں نے یونیورسٹی جانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے

اب سمندر پر جانے کو جی چاہتا ہے۔

آپ کہاں ہیں۔؟

میں وہاں ہوں، جہاں سے کسی کو کسی کی خبر نہیں آتی اس موسم نے مجھے

پاگل کر دیا ہے۔

جب کامل مسز صادق کے گھر سے دفتر پہنچا تو اس نے عامل کو نہ پایا

اسے بڑی حیرت ہوئی کہ عامل اس وقت کہاں چلا گیا دفتر میں بھی کسی

کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں گیا ہے بس وہ اچانک اٹھ کر چلا گیا تھا۔

دو تین گھنٹے بعد عامل شوروم پر پہنچا تو اس کے انگ انگ سے خوشی پھوٹ پڑ رہی تھی، ایسی خوشی عامل کے چہرے پر اسی وقت نمودار ہوتی تھی جب وہ کوئی بڑا سودا کر کے آتا تھا کامل کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ اس وقت وہ کسی گاڑی کا سودا کر کے نہیں آیا آج کسی گاڑی کا معاملہ درپیش نہ تھا پھر عامل کہاں سے آ رہا ہے؟ کامل سوچتا رہا لیکن اس نے عامل سے اس سلسلے میں کوئی بات نہ کی۔

عامل بھی خاموش رہا، اس نے خود سے نہ بتایا کہ وہ کہاں گیا تھا وہ کیسے بتاتا کہ یہ دو تین گھنٹے اس نے ایک حسین لڑکی کے ساتھ گزارے ہیں سمندر پر۔

لبنیٰ کی حسین باتیں اس کے نقرئی قہقہے بار بار اس کے کانوں میں گونج رہے تھے کھلی آنکھوں کے سامنے بار بار اس کا دلکش چہرہ گھوم رہا تھا

عامل پر جیسے نشہ چھایا ہوا تھا وہ بے خیالی میں بار بار مسکرا اٹھتا۔
کامل بھی کچھ سوچ سوچ کر مسکرا رہا تھا ایک کی مسکراہٹ میں آج تھا تو دوسرے کی مسکراہٹ میں کل۔
کہتے ہیں کہ کل کبھی نہیں آتا، لیکن مسز صادق کی کوششوں سے کل آگئی دوسرے دن ہی لبنیٰ کے ساتھ مسز صادق کے ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی مسز صادق چائے پانی کا بندوبست کرنے کے بہانے وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

یہ ملاقات تقریباً دو گھنٹے جاری رہی لبنیٰ بہت باتونی لڑکی تھی وہ بغیر رکے بولنے کی عادی تھی اس ملاقات میں وہی بولتی رہی اور کامل اس بولتی مینا کے چہرے میں کھویا رہا اس دو گھنٹے کی ملاقات کے بعد کامل کو اندازہ ہوا کہ اس نے دنیا میں اب تک کچھ دیکھا ہی نہ تھا اب لبنیٰ کو دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ اس کے بغیر زندگی گزارنا کس قدر مشکل

ہے۔

کہیے ملاقات کیسی رہی؟لبنٰی کے جانے کے بعد مسز صادق نے

پوچھا۔

بہت اچھی۔مسز صادق! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ایک

اچھی لڑکی سے ملوایا مسز صادق میں اس لڑکی سے شادی کروں گا یہ

میں نے طے کرلیا ہے بس مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے کامل

پروثوق لہجے میں بولا۔

میں حاضر ہوں،مسز صادق نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا میرا

گھر حاضر ہے۔

بس بس مجھے یہی چاہیے اب مجھے منزل زیادہ دور نظر نہیں آتی ،کامل

نے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا مسز صادق ایک بات کا اور خیال رکھیے گا۔

کس بات کا؟مسز صادق نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اس ملاقات کا علم کسی اور کو نہ ہو آپ میری بات سمجھ گئی ہیں نا کامل نے کہا۔

بات تو میں نے آپ کی سمجھ لی ہے لیکن ایک بات آپ کو بتا دوں تو بہتر ہو گا مسز صادق نے سنجیدگی سے کہا۔

ہیں کیا ہوا؟ کامل مسز صادق کی سنجیدگی دیکھ کر پریشان ہو گیا کوئی خاص بات ہے کیا؟

جی ہاں بہت خاص بات ہے آپ اگر لبنیٰ سے شادی کی بات نہ کرتے تو شاید میں یہ بات آپ کو نہ بتاتی لیکن آج کی ملاقات کے بعد آپ مجھے سیریس نظر آ رہے ہیں اس لئے میں چاہتی ہوں کہ جو میرے علم میں ہے اسے آپ کو بتا دوں مسز صادق بولی۔

جلدی بتائیں نا۔ کامل نے بے چین ہو کر پوچھا۔

لبنیٰ اب میری اچھی خاصی دوست بن گئی ہے وہ مجھ سے کچھ نہیں

وجہ رقابت

مصیبت کو آگے بڑھ کر گلے لگانے والے احمقوں کا قصہ۔ ہر چمکتی شے کو سونا سمجھ کر اس کی طرف لپکنے والے کبھی کبھار ایسے دام میں جا پھنستے ہیں۔

چھپاتی کل وہ سیٹھ عامل سے ملی تھی اس نے انہیں دانستہ فون کر کے بلایا تھا وہ لوگ سمندر پر گئے تھے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے وہ سیٹھ عامل کو پسند کرنے لگی ہے مسز صادق نے تیر چھوڑا۔

کیا اس نے یہ بات کہی۔ کامل نے گھبرا کر پوچھا تیر سیدھا اس کے دل پر لگا تھا۔

اس نے ایسی تو کوئی بات نہیں کہی لیکن میں نے اس کی باتوں سے یہی اندازہ لگایا ہے۔

اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے کامل نے ڈوبتے ہوئے تنکے کا سہارا لیا۔

ہاں ہو سکتا ہے۔ مسز صادق نے اثبات میں گردن ہلائی۔

لیکن مسز صادق وہ یہاں بھی تو آئی ہے مجھ سے بھی تو ملی ہے کامل نے کہا۔

آپ سے اس کی ملاقات اچانک ہوئی ہے اسے نہیں معلوم تھا آپ

یہاں آجائیں گے مسز صادق نے وضاحت کی۔

اچھا ٹھیک ہے ایک دو دن بعد اسے یہاں پر بلائیں یہ بتا کر کہ میں
اس سے ملاقات کا خواہش مند ہوں کامل نے کچھ سوچ کر کہا۔

ٹھیک ہے۔ مسز صادق نے مودبانہ جواب دیا۔

مسز صادق نے دوسرے دن ہی لبنیٰ کو اپنے گھر بلالیا یہ بتا کر کہ سیٹھ
کامل تم سے بہت متاثر ہوئے ہیں وہ تم سے دوبارہ ملنے کے خواہش
مند ہیں لبنیٰ نے کوئی اعتراض نہ کیا وہ مقررہ وقت پر مسز صادق کے گھ
پہنچ گئی کامل وہاں پہلے ہی موجود تھا۔

مبارک ہو سیٹھ۔ وہ آگئی ہے مسز صادق نے کہا اور کمرے سے نکل گئی
لبنیٰ عجیب لڑکی تھی وہ دونوں سے مل رہی تھی یہ اور بات ہے کہ عامل کو
کامل سے ملاقاتوں کا علم نہ تھا جب کہ کامل کو معلوم ہو جاتا تھا لبنیٰ مسز
صادق کو فوراً اس ملاقات سے آگاہ کر دیتی۔

مسز صادق یہ لبنیٰ کیا کھیل کھیل رہی ہے کامل نے ایک دن کہا۔

میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ مسز صادق الجھ گئی تھی۔

اسے بہر حال ہم میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو گا کامل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے میں اسے سیٹھ عامل سے ملنے سے منع کر دوں گی لیکن ایک مسئلہ ہے وہ کیا؟ کامل بولا۔

یہ ٹھیک ہے کہ پہلی ملاقات اس نے خود کی تھی لیکن سیٹھ عامل اب خود اصرار کر کے اس سے ملنا چاہتے ہیں وہ اسے ملاقات کے لئے مجبور کر دیتے ہیں میرے خیال میں لبنیٰ کا جھکاؤ اب آپ کی طرف زیادہ ہے لیکن کیونکہ وہ سیدھی اور معصوم لڑکی ہے اس لئے وہ سیٹھ عامل کے اصرار کرنے پر ان سے بھی ملنے چلی جاتی ہے۔

مسز صادق نے ایک نیا رخ پیش کیا۔

سیٹھ عامل۔ کامل نے یہ کہہ کر ایک گہرا سانس لیا اور اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔

جب سے دونوں کی لبنیٰ سے ملاقات ہوئی تھی دونوں کے درمیان ایک سرد جنگ چھڑ گئی تھی دونوں خاموش تھے ایک دوسرے سے کچھ نہ کہتے تھے لیکن اندر ہی اندر شعلے بھڑک رہے تھے وہ دونوں اسے سنجیدگی سے حاصل کرنا چاہتے تھے۔

اس برسوں پرانی دوستی میں کسی ایک دن بھی ان کے درمیان لڑائی نہ ہوئی تھی وہ شیر و شکر تھے ایک جان دو قالب تھے جانے کتنی بجلیاں ان کی زندگی میں آ کر گزر گئی انہوں نے کسی کو بھی اتنی سنجیدگی سے لیا ہی نہ تھا عورت ان کے نزدیک ایک جام سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھی اسے میز سے اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا خالی کیا اور پھر فرش پر اچھال دیا لیکن لبنیٰ کے بارے میں ان کا نظریہ یکسر بدل گیا تھا وہ اس جام کو

مستقل پینا چاہتے تھے۔

پھر پہلی باران دونوں کے درمیان جھگڑا ہوالبتٰی کی وجہ سے نہیں، لیکن کہیں بہت دور جھگڑے کی بنالبتٰی ہی تھی کامل نے کسی بات پر ایک سیلز مین کوڈانٹا وہ سیلز مین سر جھکائے کامل کی ڈانٹ سنتا رہا۔

جب وہ چلا گیا تو عامل نے کامل سے کہا۔ بار خواہ مخواہ تم نے اسے ڈانٹ دیا۔

بس اسی بات پر بات بڑھ گئی دونوں میں خوب تو تو میں میں ہوئی کہیں کا غبار کہیں نکلا، دونوں کے دلوں میں تالا پڑ گیا آئینہ دل میں جس طرح کب کا بال پڑ چکا تھا ایسا ٹوٹا کہ پھر کبھی نہ جڑ سکا اس طرح معمولی جھگڑا غیر معمولی ہو گیا۔

دونوں نے شام تک ایک دوسرے سے بات نہ کی شوروم بند ہونے کے بعد وہ اگرچہ ایک ہی گاڑی میں گئے لیکن ان کے درمیان فاصلہ

میلوں کا تھا جاتے جاتے انہوں نے یہ بھی طے نہ کیا کہ کل کیا پہننا
ہے دوسرے دن کامل نے چاہا بھی کہ ٹیلی فون کر کے معلوم کرے اس
نے رسیور اٹھا کر نمبر ملانے بھی شروع کیے تب ہی لبنیٰ اس کے سامنے آ
گئی۔

کامل صاحب یہ آپ لوگ ایک جیسا ڈریس کیوں پہنتے ہیں مجھے تو ایسا
لگتا ہے جیسے سکول کے بچے آ رہے ہوں لبنیٰ کی کہی ہوئی بات اچانک
اسے یاد آئی۔

اس وقت تو اس نے اس بات کو ہنس کر ٹال دیا تھا لیکن اب جیسے یہ
بات اس کے دل پر گولی کی طرح لگی ہو اس نے جھٹکے سے رسیور
کریڈل پر رکھ دیا اور آپ ہی آپ بڑ بڑایا مارو گولی۔

پھر اس دن وہ شوروم پر مختلف لباسوں میں پہنچے تو سب انہیں دیکھ کر
حیران ہو گئے وہ دونوں بڑے ماہر سیلز مین تھے وہ جس گاڑی کے پیچھے

پڑ جاتے اسے خرید کر چھوڑتے یا فروخت کر کے کامل کی عامل سے

ملاقات ایک گاڑی کے سلسلے میں ہی ہوئی تھی۔ سلطان شامی کو اس

نے گاڑی دلوادی تھی عامل اس کا منہ دیکھتا رہ گیا تھا جب کہ عامل

لاہور سے شامی کے ساتھ گاڑی دلوانے آیا تھا اس سودے میں

شکست کھا کر کامل عامل کی دوستی ہوئی تھی۔

آج پھر ایک ایسا ہی مرحلہ آ گیا تھا لبنیٰ ان کے لئے آزمائش بن گئی تھی

اور اس سودے میں کوئی ایک دوسرے سے شکست کھانے کے لئے

تیار نہ تھا دونوں ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہنے لگے جب ان میں سے

کوئی شوروم سے غائب ہوتا تو دوسرا یہی سمجھتا کہ وہ لبنیٰ سے ملنے گیا

ہے وہ اس وقت تک کانٹوں پر لوٹتا رہتا جب تک دوسرا واپس نہ آ

جاتا۔

ادھر عامل، کامل ایک دوسرے کو شکست دینے پر تلے ہوئے تھے تو

ادھر لبنیٰ ان دونوں کو شکست دینے کی تیاری کر رہی تھی وہ دونوں میں سے کسی کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی وہ جو کھیل کھیل رہے تھی اسکا پتا کامل عامل کے فرشتوں کو بھی نہ تھا وہ دونوں سے الگ الگ ملتی دونوں کو اپنی محبت کا یقین دلاتی اور کامل کے سامنے عامل کو برا کہتی اور عامل کے سامنے کامل کو برا اگر دانتی دونوں سمجھتے کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے اور کامل یا عامل کباب میں ہڈی بنا ہوا ہے۔

پھر فیصلے کا دن آ پہنچا دونوں نے طے کرلیا کہ کباب سے ہڈی نکال پھینکیں گے۔

لبنیٰ ٹرینگ کے لئے تین بجے آتی تھی آج وہ ابھی تک نہ آئی تھی ساڑھے تین بج رہے تھے عامل بھی ڈھائی بجے سے شوروم سے غائب تھا چار بجے کے قریب کامل نے مسز صادق کو بلوایا اور اس سے پوچھا۔ آج لبنیٰ کیوں نہیں آئی۔؟

جی سیٹھ ابھی تک آئی نہیں پتا نہیں کیا ہوا اس کا فون بھی نہیں آیا، اچھا ٹھیک ہے آپ جائیں۔

مسز صادق کے جانے کے بعد وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر کچھ سوچ کر ایک جھٹکے سے اٹھا پھر کچھ خیال آیا تو بیٹھ گیا میز کی دراز سے کلفٹن پر واقع خفیہ فلیٹ کی چابی نکالی اور تیزی سے شوروم سے نکل گیا۔

یہ فلیٹ دونوں کی خفیہ پناہ گاہ تھا اس لگژری فلیٹ میں تمام آسائشیں موجود تھیں جب ان کا جی چاہتا وہ یہاں آتے شراب پیتے دل بہلاتے اور چلے جاتے کبھی وہ اکٹھے آتے اور کبھی الگ الگ اس فلیٹ کے بارے میں ان دونوں کے علاوہ کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔

کامل کو پورا یقین تھا کہ عامل شوروم سے غائب ہے تو وہ یقیناً فلیٹ پر ہوگا اور وہاں لبنیٰ بھی ہوگی بظاہر اس یقین کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن کبھی کبھار آدمی کو بغیر کسی دلیل کے یقین ہو جاتا ہے اور پھر اس کا سوچا ہوا

سچ بھی نکلتا ہے۔

اس وقت بھی اس کا سوچا ہوا سچ ثابت ہوا تھا۔

جب کامل نے آہستہ سے چابی لگا کر دروازہ کھولا تو دونوں کو وہاں موجود پایا کامل نے پلٹ کر دروازے کو زور سے ہاتھ مارا دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا عامل کو اس کی یہ حرکت پسند نہ آئی لیکن وہ خاموش رہا صرف اسے گھور رہا تھا۔

میز پر پینے پلانے کا اہتمام تھا صرف اہتمام ابھی جام گردش میں نہیں آیا تھا کامل بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور لبنیٰ سے مخاطب ہوا۔

مس لبنیٰ آپ آج ٹریننگ کے لئے کیوں نہیں آئی؟

تم یہاں صرف یہ معلوم کرنے آئے ہو لبنیٰ سے پہلے عامل بولا۔

نہیں میں تو یہاں کچھ اور دیکھنے آیا ہوں کامل نے تیکھا لہجہ اختیار کیا۔

دیکھ لیا؟ عامل مستقل جارحانہ انداز اختیار کیے ہوئے تھا۔

ہاں۔ کامل نے مختصر سا جواب دیا۔

پھر اب جاؤ۔

جاؤ۔ کامل نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔ کہاں جاؤں اس فلیٹ پر جتنا

تمہارا حق ہے اتنا میرا حق ہے۔

تم شوروم چلو میں وہاں آ کر تمہیں چیک دے دیتا ہوں تم اس فلیٹ

سے اب دستبردار ہو جاؤ، عامل نے لبنیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا! کامل کا لہجہ زہر میں بجھا ہوا تھا اور لبنیٰ کے بارے میں کیا خیال

ہے کیا اس سلسلے میں بھی تم مجھے کوئی چیک دو گے۔

لبنیٰ کا ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں عامل نے بڑے پرسکون لہجے

میں کہا۔

یہ تم نے کیسے کہہ دیا کامل سیدھا ہوتا ہوا بولا۔

لبنیٰ مجھ سے محبت کرتی ہے عامل نے بڑے وثوق سے کہا۔

یہ بات تم سے لبنیٰ نے کہی؟ کامل نے پوچھا۔

ظاہر ہے اور کون کرے گا عامل نے لبنیٰ کی طرف دیکھا وہ بالکل بت بنی بیٹھی تھی۔

لیکن یہی بات لبنیٰ مجھ سے بھی کہہ چکی ہے کامل نے بتایا۔

ایسا نہیں ہوسکتا۔ عامل نے لبنیٰ کی طرف دیکھا جو خاموش تماشائی بنی ہوئی بیٹھی تھی تو پوچھ لو لبنیٰ تمہارے سامنے بیٹھی ہے۔ کامل نے کہا۔

کیوں لبنیٰ۔ عامل اس سے مخاطب ہوا کامل کو بتا دو کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو عامل صاحب سچ بات کہوں برا تو نہیں مانیں گے لبنیٰ نے لب کھولے۔

ہاں لبنیٰ تم سچ بات کہو، عامل برا مانتا ہے تو مانے۔ کامل بولا۔

میرے لئے اصل میں آپ دونوں ایک جیسے ہیں مجھے آپ دونوں

اچھے لگتے ہیں مجھے اصل میں ایسا شوہر چاہیے جو مجھے پر تعیش زندگی دے سکے جو زبان پر لاؤں پورا ہو جائے میرا کوئی خواب ادھورا نہ رہے اس نے بڑی حسرت سے دونوں کو دیکھا۔

میں تمہارے خواب پورے کروں گا۔ کامل نے کہا۔

خواب تو میں بھی تمہارا کوئی ادھورا نہ رہنے دوں گا۔ عامل نے کہا۔

پھر آپ دونوں آپس میں فیصلہ کر لیجئے لبنیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن فیصلہ کیسے ہو؟ کامل نے پوچھا۔

سکہ اچھال لیجئے۔ لبنیٰ نے تجویز پیش کی۔

ہاں ٹاس کیا جا سکتا ہے جو ٹاس جیت جائے لبنیٰ اس کی۔ کامل نے کہا۔

عامل صاحب، آپ خاموش کیوں ہیں؟ لبنیٰ نے پوچھا۔

چلو ٹھیک ہے نکالو سکہ۔ عامل نے کچھ سوچ کر کہا۔

کامل عامل دونوں میں سے کسی کے پاس کوئی سکہ نہ تھا۔

تب اس مشکل کو لبنیٰ نے حل کیا اس نے اپنے پرس سے ایک اٹھنی نکال کر عامل کو دی آپ اچھالیں سکہ۔

سکہ اچھالا گیا۔

سکہ جب قالین پر گرا تو وہ کامل کو خوشی دے گیا اور عامل کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر گیا عامل اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار نہ تھا وہ ہٹ دھرمی پر اتر آیا۔

سکہ میں اچھالوں گا تم نے بے ایمانی کی ہے عامل نے غصے میں کہا۔

مجھے بے ایمان کہا تو آنکھیں نکال لوں گا کامل کو بھی غصہ آ گیا۔

اچھا تو میری آنکھیں نکالے گا کتے۔ عامل آپے سے باہر ہو گیا اس نے شراب کی بھری بوتل کامل کے کھینچ ماری کامل کا سر پھٹ گیا بھل بھل کر کے خون نکل آیا لہو اس کے چہرے پر پھیل گیا ناک اور ٹھوڑی

سے بوند بوند کر کے ٹپکنے لگا اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ہاتھ لہو سے بھر گیا خون دیکھ کر کامل کے جسم میں جیسے کوئی آتش فشاں پھٹا وہ عامل پر ٹوٹ پڑا۔

کمینے میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا کامل ہذیاتی انداز میں چیخا۔

عامل کو اس کے حملے کی توقع تھی لہٰذا اس کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اس نے بڑی پھرتی سے کامل کے ایک لات جمائی اور ٹوٹی پھوٹی بوتل کی گردن اٹھالی۔ اس نے اس ٹوٹی بوتل سے خنجر کا کام لیا اس نے اتنی تیزی سے وار کیے کہ کامل کو سنبھلنے کا موقع نہ ملا وہ کاری زخم کھا کر ایک طرف کو لڑھک گیا۔

کتے کا بچہ مجھے مارنے چلا تھا اوئے اب اٹھتا کیوں نہیں وہ چیخا۔

لگتا ہے مر گیا۔ لبنٰی نے خدشہ ظاہر کیا۔

مر گیا ہے تو اچھا ہوا اگر نہیں مرا ہے تو میں ماردوں گا۔

اسے سیدھا کر کے تو دیکھو لبنیٰ نے اصرار کیا۔

جب عامل نے اسے سیدھا کیا تو اس میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے

وہ اسے چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور لبنیٰ کے نزدیک آ کر بولا لبنیٰ اب تو تم

خوش ہو تم نے جو کہا تھا وہ میں نے کر دیا۔

ہاں میں بہت خوش ہوں لبنیٰ نے اسے پیار بھری نظروں سے دیکھا

میں نے جو کہا تھا وہ تم نے کر دکھایا اب تم جو چاہو گے وہ ہو جائے گا۔

سچ؟ عامل نے خوش ہو کر کہا۔

ہاں بالکل سچ۔ لبنیٰ نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا آؤ دوسرے

کمرے میں چلو۔

اس کمینے نے خواہ مخواہ یہاں آ کر ڈسٹرب کر دیا مجھے تھکن کا احساس ہو

رہا ہے۔

میں فریج سے دوسری بوتل نکالتی ہوں تم بیڈ روم میں چلو میں آج

تمہیں اپنے ہاتھ سے پلاؤں گی لبنیٰ نے بڑی ادا سے کہا۔

تمہاری ساری تھکن دور ہو جائے گی۔

قسم سے؟ عامل بے اختیار خوش ہو اٹھا۔

ہاں قسم سے۔

لبنیٰ نے یہ کہہ کر کچن کا رخ کیا عامل نے ڈرائنگ روم کا دروازہ بند کر کے بیڈ روم کی راہ لی کامل کو قتل کر کے اسے شدید اعصابی تھکن ہو رہی تھی وہ بیڈ پر کسی دیوار کی طرح گرا اور سوچنے لگا کہ یہ کیا ہو گیا؟

لبنیٰ نے کچن میں داخل ہو کر سب سے پہلے گلاس میں خواب آور گولیاں ڈالیں اس کے بعد اس نے فریج سے بوتل نکال کر شراب گلاس میں ڈالی اور اسے چمچے سے ملا دیا۔

جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو عامل آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹا تھا لبنیٰ نے اسے بڑی محبت سے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور اس کے ہونٹوں سے

گلاس لگا دیا عامل بڑی تیزی سے اپنی موت کو ڈکار گیا۔

خالی گلاس دیکھ کر لبنیٰ کی آنکھوں میں چمک آ گئی شکار جال میں پھنس گیا تھا۔

پھر اس نے جلدی جلدی دو تین بار بوتل سے گلاس بھرے اور پلا دیئے وہ بڑی خوشی خوشی جھوم جھوم کر پیتا گیا اور زندگی سے دور ہوتا گیا۔

خواب آور گولیوں نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا اس کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہوتی جا رہی تھیں وہ آپ ہی آپ بولے جا رہا تھا لبنیٰ تم کتنی اچھی ہو تمہیں شراب سے نفرت نہیں تم میری بیوی بن کر اسی طرح مجھے پلاتی رہنا آج میں بہت خوش ہوں پھر اس نے جماہی لی میں بہت خوش ہوں تم بہت اچھی ہو۔

ہاں میں بہت اچھی ہوں میں کتنی اچھی ہوں یہ تمہیں صبح تک پتا چلے گا

اور جب تمہیں پتا چلے گا تو تم مجھے یہاں نہیں پاؤ گے۔

عامل نے ایک اور زوردار جماہی لی اور بولا مجھے نیند آرہی ہے۔

ہاں تمہیں اب ایسی نیند آئے گی جس کا کوئی اختتام نہ ہوگا اب تم ہمیشہ کے لئے سو جاؤ گے تمہیں کوئی اٹھانے والا نہ ہوگا۔

ایں کیا کہہ رہی ہو؟ عامل نے بمشکل آنکھ کھولتے ہوئے پوچھا شراب اور نیند کی گولیوں نے اس کی حالت بری کردی تھی۔

میں جو کہہ رہی ہوں اسے غور سے سنو میں کوئی اخلاق باختہ لڑکی نہیں ہوں مجھے شراب سے بہت نفرت ہے مجھے تو اسے دیکھ کر ہی ابکائی آرہی ہے کسی کو پیش کرنا تو دور کی بات ہے میں جو تم دونوں کے قریب آئی تو اس کا بھی ایک خاص مقصد تھا میں نے تم دونوں کو محبت کا فریب دیا، میں تو تم دونوں سے انتقام لینا چاہتی تھی۔

انتقام کے لفظ پر عامل کے سوتے ذہن میں کہیں ہلکی سی سوئی چبھی اس

کے ہونٹ وا ہوئے وہ غنودگی میں بولا۔ انتقام کیسا انتقام؟
اس لڑکی کو بھول گئے جس کی زندگی تم دونوں نے اسی فلیٹ میں برباد
کی اور وہ جینے کا حوصلہ ہار بیٹھی وہ یہاں سے اپنے گھر جانے کی
بجائے سمندر پر چلی گئی اور اس کی اونچی اونچی لہروں میں ہمیشہ کے
لئے ڈوب گئی ہاں میں بدر احمد کی بات کر رہی ہوں میں بدر احمد کی
چھوٹی بہن لبنیٰ احمد ہوں مجھے اس کی خودکشی پر کبھی یقین نہ آیا مجھے کیا
کوئی بھی اسے خودکشی کا کیس تسلیم کرنے کو تیار نہ تھا لیکن حالات اور
واقعات ایسے تھے کہ کوئی کچھ نہ کر سکتا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے خود
کشی کی تھی لیکن اس خودکشی کی وجہ تم دونوں تھے تم دونوں جنہوں نے
اس سے اس کی پاکیزگی کو چھین لیا تھا اس کی روح کو زخمی کر دیا اس
شام میری بہن گھر نہیں آئی تھی بلکہ مسز کاظمی اسے یہاں لے آئی تھی
پھر وہ اسے یہاں چھوڑ کر چلی گئی تھی پھر وہ وقت مقررہ پر ہمارے گھر

پہنچی اس نے حسب معمول گاڑی کا ہارن بجایا اور تیزی سے نکل گئی
گاڑی میں میری بہن نہ تھی میرے گھر والوں نے یہی سمجھا کہ مسز
کاظمی بدر احمد کو چھوڑ گئی ہے اور وہ گھر آنے کے بجائے یہاں سے
واپس سمندر پر چلی گئی ہمیں اصل حقائق کا زندگی بھر پتا نہ چلتا وہ تو بھلا
ہو مسز کاظمی کے ضمیر کی خلش کا اس نے اسے چین نہ لینے دیا اور ایک
خط کے ذریعے اس نے اصل حقائق سے ہمیں آگاہ کر دیا شاید وہ مسز
کاظمی کے گناہوں کا کفارہ تھا، اس نے پوری زندگی بڑی سیاہ گزاری
تھی مگر آخری وقتوں میں وہ اپنی زندگی کچھ سفید کرنے میں کامیاب ہو
گئی اس خط کے ملتے ہی میرے دل میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی
میں نے طے کر لیا تھا کہ میں تم دونوں بھیڑیوں کو ٹھکانے لگا کر رہوں
گی میں اپنے مشن میں کامیاب ہو چکی ہوں تم میری بات سن رہے ہو
سمجھ رہے ہو۔؟ لبنیٰ نے عامل کا کندھا ہلایا۔

لیکن عامل تو کب کا سو چکا تھا اب تو وہ خراٹے لے رہا تھا۔

پھر لبنیٰ نے جہاں جہاں اس کی انگلیوں کے نشان تھے اپنے رومال سے انہیں صاف کیا اپنا پرس اٹھایا اور اپنے منصوبے کو آخری پچ دینے کے لئے چند لمحوں کے لئے کچن میں گئی، پھر بڑے اطمینان سے وہاں سے باہر نکلی فلیٹ کی کھڑکیوں پر نظر ڈالی سب بند تھیں اس کے بعد اس نے فلیٹ کا دروازہ کھولا اس کے ہاتھ میں رومال تھا باہر نکل کر اس نے دروازہ آہستگی سے بند کیا دروازہ لاک ہو گیا پھر وہ ہونٹوں پر فتح مندانہ مسکراہٹ لیے لفٹ کی طرف بڑھنے لگی ساتویں منزل سے نیچے آتے ہوئے سوچ رہی تھی اب عامل کو موت کے پنجے سے کوئی نہ چھڑا سکے گا۔

اس نے کچن میں لگے چاروں گیس کے چولہے پورے کھول دیئے تھے۔

﴿ختم شد﴾